احیائے اسلام و امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

اپریل 2015ء

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

حضور نبی اکرم ﷺ کے اخلاق حسنہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی خطاب

استحصالی نظام کے خلاف انقلابی جدوجہد

جمہوریت کے تقاضے

واضح سوچ | مثبت پروگرام | مخلص قیادت

شیخ الاسلام کی 64 ویں سالگرہ کے موقع پر دنیا بھر میں قائد ڈے تقریبات کا انعقاد

قائدڈے تقریبات (تصویری جھلکیاں)

مرکزی پروگرام

منہاج یونیورسٹی

شریعہ کالج

راولپنڈی

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد 29 شمارہ 4 / جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ / اپریل 2015ء

بفیضانِ نظر

قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیرِ سرپرستی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

www.facebook.com/minhajulquran

www.minhaj.info mqmujallah@gmail.com

چیف ایڈیٹر
ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری

ایڈیٹر
محمد یوسف

اسسٹنٹ ایڈیٹر
محمد شعیب بزمی

مجلس مشاورت
صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی، خرم نواز گنڈاپور
ڈاکٹر رحیق احمد عباسی، شیخ زاہد فیاض
جی ایم ملک، سرفراز احمد خان، منظور حسین قادری
غلام مرتضیٰ علوی، قاضی فیض الاسلام، راضیہ نوید

مجلس ادارت
علامہ محمد معراج الاسلام، مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی
پروفیسر محمد نصر اللہ معینی، ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری
معاون طباعت: محمد زاہد
عکاسی: محمود الاسلام قاضی

حسنِ ترتیب

اداریہ۔ ''یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے''		4
(القرآن)۔ حضور ﷺ کے اخلاقِ حسنہ	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	6
(الفقہ)۔ آپ کے دینی مسائل	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	15
کتبِ حدیثِ نبوی ﷺ کی اقسام	محمد شعیب بزمی	19
استحصالی نظام کے خلاف انقلابی جدوجہد	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	27
جمہوریت کے تقاضے	ایس ایچ صدیقی	34
اسلام اور جدید سائنس	حکیم محمد طارق محمود چغتائی	42
قائد ڈے تقریبات		48
سانحہ ماڈل ٹاؤن کے خلاف ملتان میں احتجاجی ریلی		55

قیمت فی شمارہ: 25 روپے
سالانہ زرتعاون: 250 روپے

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید، جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

فون: UAN: 111-140-140 فیکس: 35168184

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

حمد باری تعالیٰ

ہر ایک غم کے بھنور سے نکالنے والے
ہزار خوف میں مجھ کو سنبھالنے والے

دعائے یونس و ایوب فستجبنا لہ
ندائے صبر کو رحمت میں ڈھالنے والے

میں تیرا بندہ ہوں، معبودِ لاشریک ہے تو
اے میرے ماتھے میں سجدے سنوارنے والے

اٹھوں میں حشر کو تیری رضا کے سائے میں
مرے وجود میں پھر جان ڈالنے والے

مجھے یہ ڈر ہے میں کیا منہ تجھے دکھاؤں گا
میں ایک بندۂ نادم ہوں پالنے والے

یہ آرزو ہے میں دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں رہوں
درِ رسول ﷺ سے اٹھوں تو تیرے پاس آؤں

﴿شیخ عبدالعزیز دباغ﴾

نعت بحضور سرورِ کونین ﷺ

حاضری کا سلیقہ نہیں ہے مجھے
دل مچلتا ہے پھر بھی تو کیا کیجئے

اب تو زندہ ہوں اس آس پر یا نبی
میرے ہجراں کی للہ دوا کیجئے

آپ کے نام سے کارِ ہستی چلے
ہر اذیت مصیبت، خوشی میں ڈھلے

دیکھ لوں آپ کا روضہ میں جیتے جی
نظر رحمت میرے مصطفیٰ کیجئے

جاذبِ نظر ہے لائقِ رشک ہے
لذتِ زندگی جانتا ہوں مگر

رونقِ بزم ہستی رہے نہ رہے
اپنے آقا سے ہر دم وفا کیجئے

وہ گھڑی ہوگا جب روز محشر بپا
سر کو سجدے میں رکھیں گے تب مصطفیٰ

سر اٹھائیں محمد ﷺ کہے گا خدا
جس کو جی چاہے جنت عطا کیجئے

جب کبھی اپنی قسمت کرے یاوری
میرے احباب سے التجا ہے میری

پہنچ جاؤں جو آقا کے دربار میں
پھر پلٹ نہ سکوں یہ دعا کیجئے

﴿رانا محمودالحسن۔ فیصل آباد﴾

’’یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے‘‘

گذشتہ دہائیوں میں وطن عزیز کی کرسیٔ اقتدار پر مسلط رہنے والے حکمرانوں کی مصلحت آمیز سیاست نے ملک کو جس حال میں پہنچادیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ سیاست تو نرا دھوکہ اور فراڈ کا کھیل بن چکی ہے۔ سودے بازی، خرید و فروخت اور پھر مک مکا یہاں عام بات ہے۔ سیاستدانوں کے قومی وسائل کے ساتھ اس بے رحمانہ سلوک ہی کے پیش نظر مملکتِ خداداد پاکستان میں عوام آج بنیادی سہولتوں سے محروم دکھائی دیتی ہے۔ ان سیاستدانوں نے سیاست کو ذاتی مفادات کا کھیل بنادیا نتیجتاً بنیادی سہولتوں کی فراہمی تو دور کی بات انتہاء پسندی اور دہشت گردی کے عفریت نے بھی ڈیرے ڈال لئے۔

پاک فوج نے حالیہ آپریشن کلین اپ میں شمالی علاقہ جات کو دہشت گردوں سے پاک کرنے کا عزم ظاہر کیا اور عملاً قربانیاں دے کر علاقے کو قاتلوں کی آماجگاہ بننے سے بچالیا، جو ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ یہی عزم و عمل اگر ہماری سیاسی قیادتیں ظاہر کرتیں تو موجودہ تباہی کی نوبت ہی نہ آتی۔ ہمارے حکمرانوں نے ایک طرف عالمی طاقتوں کے مفادات کو تحفظ فراہم کیا اور دوسری طرف ملکی وسائل کو بے دردی کے ساتھ لوٹنے میں مصروفِ عمل رہے۔ حکومت کی ناک کے نیچے انتہاء پسندی پروان چڑھی مگر یہ لوگ اقتدار کے نشے میں مست رہے۔ جب انتہا پسندی و دہشت گردی کا یہ ہاتھی بے قابو ہوگیا تو اس کی سونڈھ کاٹنے کے لئے فوج کو پہلے سوات میں اور بعد ازاں فاٹا میں آپریشن کا رسک لینا پڑا جو خود ایک بہت بڑی ہجرت کا سبب بھی بنا۔ مگر اس کے علاوہ اس مرض کا کوئی علاج بھی نہیں تھا۔ پشاور کے دلخراش واقعہ نے پوری قوم کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور فوج کے موجودہ سپہ سالار جنرل راحیل شریف نے صحیح معنوں میں فیصلہ کن کردار ادا کرتے ہوئے دلیرانہ اور مجاہدانہ حوصلے کے ساتھ اس ایشو کے نتائج اور اس کے اسباب پر حکمت عملی وضع کی۔

جنرل راحیل شریف نے بڑے واضح الفاظ میں آخری دہشت گرد کو پکڑ کر عبرتناک سزا دینے کا اعلان کرتے ہوئے قوم کو خوش خبری دی ہے کہ فوج اس ملک اور اس کے عوام کے مفادات کی حفاظت کرتی رہے گی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، تحریک منہاج القرآن، پاکستان عوامی تحریک نے فوج کے حالیہ اقدامات کی بھرپور حمایت کی ہے۔ ان حالات میں حکمرانوں اور سیاسی قیادت پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ قومی ایکشن پلان کو مؤثر بنانے اور اس پر کماحقہ عمل پیرا ہونے کے لئے نہ صرف زبانی بلکہ عملی یکجہتی کا مظاہرہ بھی کریں۔ اپنے سیاسی مفادات کو یکسر فراموش کرتے ہوئے دہشت گردی کی وجوہات اور انتہا پسندانہ افکار و نظریات کا قلع قمع کرنے کے لئے پاک فوج کو ہر ممکن تعاون فراہم کریں۔

قومی ایکشن پلان پر حکومتی عدمِ دلچسپی ہر آئے روز واضح ہوتی چلی جارہی ہے۔ APC میں جن نکات پر اتفاق رائے کا ڈھنڈورا پیٹا گیا، آج 3 ماہ سے زائد کا عرصہ گزرنے کے باوجود اس پر عمل درآمد میں لیت و لعل سے کام لیا جارہا ہے۔ دہشت گردی جیسے ناسور کے خاتمہ کے لئے حکومت کی اتنی سی بھی سنجیدگی نظر نہیں آئی جتنی گذشتہ ماہ منعقد ہونے والے سینٹ کے انتخابات میں دکھائی دی۔

سینٹ الیکشن کے نام پر پاکستان کی تاریخ کی سب سے بڑی منڈی لگی اور تماشا ہوا۔ سینٹ الیکشن سے ایک روز قبل رات کے اندھیرے میں جاری ہونے والے صدارتی آرڈیننس نے پارلیمنٹ کی اصلیت ظاہر کر دی۔ الیکشن کمیشن کا کہیں وجود نظر نہیں آیا۔ اراکین اسمبلی کو کروڑوں روپے کی رشوت دی گئی۔ ایسی پارلیمنٹ اور ایسی سینٹ کی قانون سازی کی کیا اخلاقی حیثیت ہوگی۔۔۔؟ جعلی جمہوریت اور جعلی الیکشنوں سے غریب عوام کے کبھی حالات نہیں بدلیں گے۔ سینٹ الیکشن کے بعد عوام کا اس جعلی جمہوری نظام سے بچا کھچا اعتماد بھی اٹھ گیا ہے۔ ایک بار پھر ثابت ہو گیا کہ پیسہ طاقتور اور ادارے کمزور ہیں۔ ہارس ٹریڈنگ روکنے کیلئے بظاہر آئینی ترمیم کیلئے اے پی سی کا ڈرامہ رچایا گیا لیکن دوسری طرف صدر کے ذریعے رات کے اندھیرے میں آرڈیننس جاری کروا کر ہارس ٹریڈنگ کے حوالے سے اپنی پوزیشن بہتر کرنے کیلئے فاٹا کے الیکشن کو رکوایا گیا۔ یہ فیصلہ کرنے والے بتائیں کہ یہ فیصلہ انہوں نے کس اے پی سی اور پارلیمنٹ کے فلور پر کیا؟ اگر ملکی معاملات کے فیصلے پارلیمنٹ سے بالا بالا اور رات کے اندھیرے میں ہونے ہیں تو پھر پارلیمنٹ اور اسمبلیوں کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ پاکستان کے عوام کے خون پسینے کے ٹیکسوں کی کمائی پر یہ ایوان چلتے ہیں جنہیں دولت مند، مقتدر سیاستدانوں نے خرید و فروخت کی منڈی بنا رکھا ہے۔ یہ سٹیٹس کو قوتیں اس استحصالی نظام کی محافظ ہیں اور جعلی مینڈیٹ والی اسمبلیاں پوری قوم کا استحقاق مجروح کر رہی ہیں۔ افسوس! دہشت گردی کے خلاف آئینی ترمیم پر ایک نہ ہونے والے آج اقتدار کے لئے پاور شیئرنگ فارمولے پر ایک ہو گئے اور سینٹ الیکشن خرید و فروخت سے شروع ہو کر مک مکا پر ختم ہو گئے۔

عوام بدقسمتی سے زندگی کی بنیادی ضرورتوں کو ترس رہے ہیں۔ غریب عوام ان نااہل حکمرانوں کی وجہ سے زندگی کا بوجھ اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھا کر زندہ رہنے کی سزا بھگت رہے ہیں۔ عوام سوال کرتے ہیں کہ ضمیر فروش لوگ سینٹ میں آ کر عوام اور ملک کی بہتری کیلئے کیا کام کرینگے۔ غریب عوام کو بیماریوں، بھوک، بم دھماکوں اور خودکش حملوں میں مرنے کیلئے بے یارو مددگار چھوڑ دیا گیا ہے اور حکمران طبقہ قوم کے وسائل کا بے دریغ استعمال کر رہا ہے۔ ان حکمرانوں کے یہی طرز عمل حقیقی جمہوریت کو اس ملک میں پنپنے نہیں دے رہے۔ ملکی سیاست پر قابض مقتدر جماعتیں قوم کو مسلسل بے وقوف بنانے اور غیرت و حمیت کا سودا کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ سینٹ الیکشن نے ثابت کر دیا ہے کہ نااہل سیاستدانوں کی ترجیح قومی مفاد کے بجائے ذاتی مفادات ہیں۔ اگر وہ ملک کو سنوارنے کیلئے سنجیدہ ہوتے تو آج ہماری حالت اتنی دگرگوں نہ ہوتی۔

اس استحصالی اور فرسودہ سیاسی و انتخابی نظام سے جان چھڑوائے بغیر حقیقی تبدیلی ناممکن ہے۔ حکمران طبقہ کی انہی نااہلیوں اور ملک و قوم کے ساتھ سنجیدہ نہ ہونے کی وجہ سے ہی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ''سیاست نہیں، ریاست بچاؤ'' کا نعرہ لگایا۔ آئین کی بالا دستی، بنیادی حقوق کی بحالی، ظالمانہ نظام کے خاتمہ، امن و رواداری کے فروغ، اقتدار میں عوام کی حقیقی شرکت کو یقینی بنانے اور سیاست نہیں، ریاست بچاؤ کے نعرہ کی عملی تعبیر کے لئے شیخ الاسلام کی قیادت میں ہم میں سے ہر ایک کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔

؎ یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم

حضور نبی اکرم ﷺ کے اخلاقِ حسنہ پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

مرتبہ: محمد یوسف منہاجین / معاون: محمد شعیب بزمی

انسانی معاشرے ہمیشہ تعلیم و تربیت اور اخلاق حسنہ سے عروج اور استحکام حاصل کرتے ہیں۔ معاشرہ کے امن، خوشحالی اور استحکام کا راز علم، عمل اور اخلاق میں پوشیدہ ہے۔ اسی طرح قیادتیں بھی علم، عمل اور اخلاق حسنہ سے تشکیل پاتیں اور ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ اخلاق حسنہ کی اہمیت کے پیش نظر ہی اللہ رب العزت نے اپنے محبوب حضور نبی اکرم ﷺ کو خلق عظیم کے اعلیٰ درجہ پر فائز کیا۔ ارشاد فرمایا:

اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ. (القلم:٤)

''بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزّین اور اَخلاقِ اِلٰہیہ سے متّصف ہیں)''۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حضرت سعد بن ہشام بن عامرؓ نے پوچھا کہ آقا علیہ السلام کے اخلاق حسنہ جن کی تعریف قرآن مجید میں انك لعلی خلق عظیم کہہ کر کی گئی۔ وہ کیا ہیں؟ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا:

أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ ''کیا تم قرآن نہیں پڑھتے''۔ انہوں نے عرض کیا کہ پڑھتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ كَانَ الْقُرْآنَ.

''حضور نبی اکرم ﷺ کا خلق قرآن ہی تو ہے۔''

(صحيح، مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، ١/٥١٢، الرقم:٧٤٦)

یعنی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اخلاق حسنہ، خصائل حمیدہ، فضائل کریمہ اور انسان کی عادات شریفہ کا جو جو ذکر، جز، گوشہ اور پہلو بیان کیا ہے، ان ساری خوبیوں کے عملی پیکر اتم کا نام محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اللہ رب العزت کے بیان کردہ اخلاق کو اگر تعلیمات کی شکل میں دیکھنا ہو تو اس وجود کا نام قرآن ہے اور اللہ رب العزت کے تعلیم کردہ اخلاق اور خصائل حمیدہ کو اگر ایک انسانی پیکر اور شخصی اسوہ و ماڈل کی صورت میں دیکھنا ہو تو ان کا نام محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ آپ ﷺ نے بھی اخلاق کی ترویج و فروغ کو اپنی منصبی ذمہ داری قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الأَخْلَاقِ.

''مجھے مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے''۔

(أخرجه البيهقي في السنن الكبرى، ١٠/١٩١، الرقم: ٢٠٥٧١)

یعنی میری بعثت اس لئے کی گئی ہے کہ میں کائنات انسانی میں اخلاقی فضائل کو کمال اور عروج پر پہنچادوں۔ اخلاق (Morality) انسان کی خوبیوں اور اعلیٰ فضائل و خصائل میں سے ایک ایسا اعلیٰ مرتبہ، اعلیٰ رویہ، اعلیٰ طرز فکر، طرز عمل اور ایک ایسا عظیم خزانہ ہے جو دنیا کے تمام انسانی معاشروں میں بغیر انقطاع قائم و دائم رہا اور اس پر

☆ عالمی میلاد کانفرنس جنوری 2013ء، CD#1820

ہمیشہ سب کا عمل رہا۔ ہر دور میں اخلاق کی نہ صرف پذیرائی ہوئی بلکہ ہر دور کا انسان اخلاق کی عظمت سے متاثر ہوتے ہوئے اس کا معترف بھی ہوا۔ جوں جوں انسانی معاشرے، انسانی عقل، ادراک، نظریات اور تصورات ترقی کرتے جا رہے ہیں، اسی طرح معاشرے کی ارتقاء پذیری کے ساتھ ساتھ اخلاقی اقدار بھی بلند سے بلند تر ہوتی چلی گئی ہیں۔ بلاشک و شبہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت جہاں توحید، رسالت اور آخرت کی بنیادی تعلیمات پر مشتمل تھی وہاں ہر پیغمبر کی دعوت کا مرکزی نقطہ اخلاق حسنہ بھی تھا۔ ہر پیغمبر کی اپنی شخصیت اور اسوۂ مبارکہ کا مرکز و محور اخلاق حسنہ اور اعلیٰ اخلاقی اقدار تھے۔ جن سے انسانیت کو حسن کاملیت اور اپنے مراتب میں بلندی ملی۔

جب ہم حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ چیز واضح نظر آتی ہے کہ آپ ﷺ نے اخلاق حسنہ کے ہزارہا گوشوں کی تعلیم دی، انہیں اپنی عملی زندگی میں سمویا اور ان کے ذریعے اپنے اسوۂ حسنہ اور شخصیت مقدسہ کو فکری، علمی اور عملی طور پر انسانیت کے سامنے رکھا۔ الغرض اخلاقِ حسنہ کا نمونہ کامل اور پیکر اتم بن کر آپ ﷺ کائنات خلق اور افق انسانیت پر ظہور پذیر ہوئے۔

زیرِ نظر صفحات پر حضور نبی اکرم ﷺ کے اخلاق حسنہ کے اُن چند گوشوں کو بیان کرنا مقصود ہے جو آج پاکستان کے لئے بالخصوص اور پورے عالم اسلام و عالم انسانیت کے لئے بالعموم ناگزیر ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی انفرادی، اجتماعی، معاشرتی، سماجی، سیاسی، تہذیبی، ثقافتی، روحانی اور قومی زندگی حتی کہ بین الاقوامی تعلقات میں بھی اعلیٰ اخلاقی اقدار پیدا کریں، انہیں مضبوط و مستحکم کریں اور ہمیشہ فروغ دیں۔ اسی میں پاکستان، امت مسلمہ اور تمام انسانی معاشروں کی ترقی کا راز مضمر ہے۔ ذیل میں آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کے انہی گوشوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے جن کے ذریعے ہم نہ صرف انفرادی سطح پر امن و سکون حاصل کرسکتے ہیں بلکہ اجتماعی سطح پر بھی تحمل و برداشت اور عفو و درگزر کے رویے تشکیل پاسکتے ہیں۔

تحمل و بردباری اور عفو و درگزر

آپ ﷺ نے ہمیں حلم، بردباری، تحمل، عفو و درگزر اور صبر و استقلال کی تعلیم دی۔ ان رویوں سے انفرادی و اجتماعی سطح پر سوسائٹی میں تحمل و برداشت جنم لیتا ہے۔ اسی تحمل و برداشت کے ذریعے سوسائٹی کے اندر Moderation اعتدال و توازن آتا ہے۔ یہ رویہ انسانوں اور معاشروں کو پرامن بناتا اور انتہا پسندی سے روکتا ہے۔ ایسا معاشرہ ہی عالم انسانیت کے لئے خیر اور فلاح کا باعث ہوتا ہے۔ وہی معاشرے مستحکم، پرامن، متوازن اور ترقی یافتہ ہوتے ہیں جو اخلاقی اقدار پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے اخلاق حسنہ میں سب سے اعلیٰ ترین پہلو ایک طرف حلم، تحمل، عفو و درگزر اختیار کرنا ہے اور دوسری طرف ناپسندیدہ اور شدید مصائب و آلام کے حالات میں صبر و استقامت اختیار کرنا ہے۔

اللہ رب العزت نے آقا علیہ السلام کو آداب و اخلاق خود سکھائے۔ ارشاد فرمایا:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ. (الاعراف:۱۹۹)

''(اے حبیبِ مکرّم!) آپ درگزر فرمانا اختیار کریں، اور بھلائی کا حکم دیتے رہیں اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کرلیں''۔

یعنی اگر بداعمال، بداخلاق اور ناروا سلوک کرنے والے لوگ آپ ﷺ سے زیادتی کریں تو آپ ان سے اعراض کریں۔ حضور نبی اکرم ﷺ پر جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے جبرائیل امینؑ سے پوچھا کہ جبرائیلؑ! اللہ رب العزت کے اس حکم کی کیا منشاء ہے؟ اس پر حضرت جبرائیلؑ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ

میں خود کچھ نہیں کہہ سکتا جب تک میں پیغام بھیجنے والے مولا کے پاس جاکر اس کا معنی دریافت نہ کروں۔ حضرت جبرائیل امینؑ واپس گئے۔ اللہ رب العزت سے اس آیت کریمہ کا معنی پوچھ کر واپس آئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ، اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

یامحمد! ان اللہ تعالی یامرک ان تعفو عمن ظلمک وتعطی من حرمک وتصل من قطعک.

(قرطبی، تفسیر قرطبی، ۷:۳۴۵)

''(یارسول اللہ!) اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ اس شخص کو جو آپ پر زیادتی کرے، معاف فرمادیں اور جو شخص آپ کو محروم رکھے، آپ اس کو عطا فرمائیں۔ جو شخص آپ سے رشتہ منقطع کرے آپ اس سے صلہ رحمی فرمائیں''۔

یعنی اگر کوئی خونی رشتہ دار آپ ﷺ کے ساتھ زیادتی کرے، رشتے کو کاٹے تو آپ ﷺ کٹے ہوئے خونی رشتے کو حسن اخلاق سے جوڑ دیں، سوسائٹی کا کوئی شخص اگر کسی زیادتی کی وجہ سے آپ ﷺ کو آپ کے حق سے محروم کرے تو آپ ﷺ پھر بھی اپنی سخاوت کے باعث اسے عطا کرنے سے گریز نہ کریں اور اگر کوئی شخص ﷺ آپ سے ظلم و زیادتی کا مرتکب ہو تو آپ ﷺ اسے درگزر کرتے ہوئے معاف کردیں، انتقام نہ لیں۔

قرآن مجید میں حضور نبی اکرم ﷺ کو انبیاء کرام کے صبر کی مثال دیتے ہوئے اخلاق حسنہ کے اس پہلو کی طرف متوجہ کیا جارہا ہے کہ اللہ رب العزت نے فرمایا:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ.

''(اے حبیب!) پس آپ ﷺ صبر کیے جائیں جس طرح (دوسرے) عالی ہمّت پیغمبروں نے صبر کیا تھا''۔ (الاحقاف:۳۵)

سیرت مصطفی ﷺ سے عفوو درگزر کے مظاہر

آیئے ان آیات قرآنی کی روشنی میں حضور نبی اکرم ﷺ کے اسوۂ مبارکہ اور اخلاقِ حسنہ کے عملی نمونہ کا مطالعہ کرتے ہیں جس میں پاکستانی قوم اور معاشرے کے لئے ایک واضح پیغام ہے۔

غزوہ احد کے موقع پر آقا علیہ السلام کے دانت مبارک کا ایک کونہ شہید ہوگیا، آپ ﷺ کا چہرہ اقدس زخمی ہوگیا، خون مبارک بہہ نکلا اور ایک وقت کے لئے بے ہوشی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ صحابہ کرام کے لئے یہ ناقابل برداشت لمحات اور ناقابل تصور کیفیات تھیں۔ ان لمحات میں صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا:

لو دعوت علیهم.

یارسول اللہ ﷺ! آپ پر ان لوگوں نے ظلم، مصائب و آلام اور جفاکاری کی انتہاء کردی ہے، اگر آپ چاہیں تو آپ ﷺ ان کے لئے بددعا کریں۔ اس پر آقا علیہ السلام نے جواب دیا:

انی لم ابعث لعانا ولکنی بعثت داعیاً ورحمة.

یعنی میں اپنے اوپر ظلم اور زیادتی کرنے والوں کے لئے بد دعا نہیں کروں گا، اس لئے کہ میں لوگوں کو رحمت سے محروم کرنے والا بن کر مبعوث نہیں ہوا بلکہ میں تو خیر، فلاح اور نیکی و احسان کی طرف ایک ایسا دعوت دینے والا بن کر مبعوث ہوا ہوں کہ جو سرتاپا ہر اپنے پرائے کے لئے رحمت ہی رحمت ہے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے دست اقدس اٹھائے اور عرض کیا: **اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْن.**

باری تعالیٰ میری قوم کو ہدایت دے یہ مجھے پہچانتے نہیں ہیں۔ (صحیح مسلم، ۴:۲۰۰۶، الرقم:۲۵۹۹)

یعنی یہ لوگ میری حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں۔ میں ان کا کتنا ہمدرد اور خیر خواہ ہوں، اس سے یہ واقف نہیں

ہیں۔ میں ان کی خیر و فلاح کا متمنی ہوں لیکن یہ اس حقیقت سے آشنا نہیں، ناسمجھ لوگ ہیں تو انہیں معاف کردے۔

قاضی عیاض نے الشفاء میں ایک روایت کا ذکر کیا ہے کہ اس مقام پر سیدنا فاروق اعظمؓ نے عرض کیا:

بابی انت وامی یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوجائیں یارسول اللہ ﷺ۔۔۔ آپ کی عظمت، اخلاق، شفقت، رحمت اور اسوہ حسنہ پر قربان ہوجائیں۔۔۔ اپنی بے وفا و جفاکار قوم پر بھی رحمت و شفقت کے اس خوبصورت انداز پر قربان ہوجائیں۔۔۔

لقد دعا نوح علی قومه.

ایسی مشکل کی گھڑیاں حضرت نوحؑ پر بھی آئی تھیں۔ جب وہ کشتی بناکر قوم کو چھوڑ کر روانہ ہوگئے تھے۔ جب قوم نوح کے آلام اور جفاکاری انتہاء پر پہنچے تو انہوں نے بھی اپنی قوم کے لئے بددعا کی، حالانکہ ان پر حملے نہ ہوئے تھے جبکہ آپ ﷺ کے جسم اقدس پر حملے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ زخمی بھی ہوئے۔ نوحؑ نے عرض کیا تھا:

رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا.

”اے میرے رب! زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا باقی نہ چھوڑ“۔ (نوح:۲۶)

یعنی باری تعالیٰ ان ظالموں، کافروں نے ظلم اور جفاکاری کی حد کردی ہے، اب ان پر وہ عذاب بھیج کہ کافروں میں سے ایک جان بھی زمین پر زندہ نہ بچے۔

حضرت نوحؑ نے بھی تو بددعا کی تھی لیکن یارسول اللہ ﷺ! آپ کی عظمت اور رحمت و شفقت پر ہم قربان جائیں۔۔۔ آپ کی عظمت، صبر و استقامت، وسعت ظرفی اور وسعت رحمت پر قربان جائیں۔۔۔

ولو دعوت علینا مثلها لهلكنا من عند آخرنا.

آپ ﷺ پر حضرت نوحؑ سے بھی زیادہ کڑا وقت آیا ہے اور اگر آپ ﷺ بددعا کردیتے تو اس دنیا کے آخری زمانے تک بھی ہماری نسلوں میں سے کوئی فرد نہ بچتا، تمام ہلاک اور تباہ و برباد ہوجاتے۔

فابیت ان تقول الا خیرا.

مگر آقا ﷺ ان کے حق میں خیر، محبت، رحمت اور شفقت کے کلمہ کے سوا کوئی کلمہ زبان پر نہ لائے اور یہی کہتے رہے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ.

مولا! میری اس قوم کو معاف کردے، یہ میری حقیقت، میری رحمت، میری خیر خواہی، میری شفقت اور میری عظمت کو نہیں پہچانتے، انہیں معاف کردے۔

(کتاب الشفاء، قاضی عیاض، ۱:۱۷۱)

اسوۂ مصطفیٰ ﷺ کا پیغام سننے والو! کروڑوں عوامِ پاکستان! نبی آخرالزمان، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین کا کلمہ پڑھتے اور ان کی غلامی کا دم بھرنے والو! ہمیں آج اس امر پر غور کرنا ہوگا کہ آقا ﷺ کا اسوہ کیا تھا۔۔۔؟ ان کا اخلاق، سیرت، زندگی، طرز عمل، طرز معاشرت اور رویہ کیا تھا۔۔۔؟ آپ ﷺ سے محبت اور غلامی کا حق ادا کرتے ہوئے ہمیں یہ کوشش کرنا ہوگی کہ آقا علیہ السلام کے طرز عمل اور اسوۂ حسنہ کا یہ عکس ہم اپنی زندگیوں میں پیدا کریں۔ اگر اس کا ہلکا سا عکس بھی ہماری زندگیوں میں آجائے تو اس ملک سے شر کا خاتمہ ہوسکتا ہے اور خیر کے چشمے پھوٹ سکتے ہیں۔

مذکورہ حدیث مبارکہ میں درج ذیل نکات توجہ طلب ہیں کہ ظلم و ستم کے مقابلے میں آپ ﷺ نے شفقت و محبت کا کتنا وسیع اظہار فرمایا۔

۱۔ آپ ﷺ اتنے مظالم اور مصائب پر صبر کرتے ہوئے خاموش رہتے۔ مگر آپ ﷺ نے خاموشی اختیار نہ فرمائی۔

۲۔ آپ ﷺ ان کے لئے بددعا بھی کرسکتے تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے بددعا نہیں کی بلکہ ان کی ہدایت اور مغفرت کی دعا کی۔

۳۔ آپ ﷺ صرف دعا ہی کردیتے کہ باری تعالیٰ انہیں معاف کردے، انہیں ہدایت دے دے۔ لیکن آپ ﷺ نے اس سے بھی بڑھ کر ایسا اظہار فرمایا کہ انسانی عقل آپ ﷺ کی شفقت و رحمت اور محبت کا تصور کرنے سے بھی قاصر ہے۔

۴۔ آپ ﷺ نے نہ صرف ہدایت اور مغفرت کی دعا کی بلکہ یہ کہہ کر دعا کی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِی فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ. وہ لوگ جو آپ ﷺ کی جان کے درپے ہیں، ان کو ان سارے مظالم کے باوجود یہ کہہ کر دعا دے رہے ہیں کہ باری تعالیٰ یہ میری قوم ہے، ان کو معاف کردے، ان کو ہدایت دے دے اور پھر کفار کی طرف سے معذرت کے اظہار کے بغیر از خود اللہ کے حضور عرض کرتے ہیں:

اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْن. باری تعالیٰ انہیں اس لئے معاف کردے کہ یہ مجھے پہچانتے نہیں ہیں۔ یہ مغالطے، بدگمانی اور بدعقیدگی میں ہیں، اس لئے بد زبان و بد عمل اور بدعقیدہ ہیں۔ اگر مجھے پہچانتے تو ایسا نہ کہتے اور نہ ایسا کرتے۔ پس آقا ﷺ ان کی معذرت بھی اپنی طرف سے بیان فرمارہے ہیں۔ ایسا اخلاق انسانی تاریخ میں کسی شخص میں ہوا اور نہ ہوگا۔

کے ساتھ لٹکتی ہوئی آقا ﷺ کی تلوار اتار لی اور پوچھا کہ من یمنعك منی. اے محمد ﷺ آپ کو اب مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔

آپ ﷺ کی استقامت، جرأت اور شجاعت و بہادری کا اس لمحہ بھی یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ نے اُسے تین بار کہا: ’’اللہ‘‘۔ اس پر وہ کانپ اٹھا اور اس کے ہاتھوں سے تلوار گرگئی۔ آپ ﷺ نے وہ تلوار اٹھالی۔ وہ کانپنے لگا، آپ ﷺ نے مسکرا کر اس کو معاف کردیا۔

(البخاری، الصحیح، کتاب الجهاد، باب، من علق سیفه، بالشجر فی السفر عند القائلة ۳: ۱۰۶۵، رقم: ۲۷۵۳)

آپ ﷺ کا حسن کردار، حسن اخلاق اور حسن شفقت دیکھ کر وہ شخص جب اپنے قبیلے میں واپس لوٹا تو اس نے اپنی کافر و مشرک قبیلہ سے کہا:

جئتکم من عند خیر الناس.

(المستدرک علی الصحیحین، ۳: ۳۱، الرقم: ۴۳۲۲)

لوگو! سنو آج میں ایک ایسے شخص کو دیکھ کر آرہا ہوں کہ کائنات انسانی میں اس سے بہتر اخلاق و کردار کا کوئی اور شخص نہیں ہے۔ اسے خیر کی طرف، اسلام کی طرف جس چیز نے راغب کیا وہ کوئی دعوت و تبلیغ کا عمل نہ تھا، وہ کوئی توحید و رسالت اور آخرت کی دلیل نہ تھی، فقط آقا علیہ السلام کا معاف کردینا اور آپ ﷺ کا حسن اخلاق اس شخص کی قلبی ہیت کے بدلنے کا باعث بن جاتا ہے۔

آپ ﷺ کا حسنِ اخلاق اور جانی دشمنوں کیلئے بھی عفو و درگزر کا اظہار کفار کے دلوں کی کیفیات کو بدل دیتا اور وہ اسوۂ حسنہ سے متاثر ہوتے ہوئے اسلام قبول کرلیتے

☆ حضرت انس بن مالکؓ راوی ہیں کہ زینب نامی ایک یہودیہ خاتون نے خیبر کے دن زہر آلود گوشت بھون کر آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ آقا علیہ السلام نے تناول فرمالیا۔ یہاں توجہ طلب بات یہ ہے کہ آقا علیہ السلام کی خدمت میں یہودیہ خاتون نے گوشت بھیجا، آپ ﷺ

☆ حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نجد کے غزوہ سے واپس آرہے تھے کہ راستے میں دوپہر کا وقت ہوا۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ صحابہ کرامؓ تھوڑی دیر آرام کرلیں۔ آقا علیہ السلام خود بھی ایک درخت کے نیچے آرام فرما ہوگئے۔ اتنے میں غورث بن حارث نامی ایک شخص آیا اور اس نے درخت

چاہتے تو انکار کردیتے کہ جس عورت نے بھیجا ہے وہ یہودیہ ہے، میں نہیں کھاتا۔ لیکن آپ ﷺ نے ایسا نہ فرمایا۔ آج ہماری تنگ نظری اور تنگ فکری بھی ہر ایک کے سامنے ہے کہ غیر مسلم تو بڑی دور کی بات ہم دوسرے مسلک اور کسی نچلے درجے کے پیشے سے وابستہ لوگوں سے بھی تعلقات رکھنا گوارا نہیں کرتے۔ ہم نے اپنی سوچ اور اسلام کو تنگ نظر بنادیا ہے۔ اپنی طبیعت، فکر، نظریے اور اپنے مزاج کی تنگی کو ہم نے اسلام پر مسلط کردیا ہے۔ اسلام تو اتنا وسیع ہے جتنی رب العالمین کی ربوبیت وسیع ہے۔ اسلام میں تو اتنی وسعت ہے، جتنی رحمۃ للعالمین کی رحمت میں وسعت ہے۔ جس پیغمبر ﷺ کا ہم کلمہ پڑھتے اور غلامی کا دم بھرتے ہیں، ان کی وسعت نظری اور وسعت فکری سے اسلام کے تشخص کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ اندازہ کریں کہ خیبر میں محاذ آرائی یہودیوں سے ہے اور یہ لوگ مخالف اور محارب ہیں۔ جنگ ختم ہوجانے کے بعد ان مخالف و محارب یہودیوں میں سے ایک گھر سے زینب یہودیہ وہ گوشت بھون کر آپ ﷺ کی خدمت میں بطور دعوت بھیجتی ہے۔ عام انسانی عقل یہ کہتی ہے کہ آقا علیہ السلام رد فرمادیتے کہ یہ ہمارے دشمن ہیں اور یہودی ہیں، نہ کھاتے، فرمادیتے کہ یہ ہرگز جائز نہیں ہے۔

مگر آقا علیہ السلام کے عظیم حسن کردار، حسن اخلاق اور وسعت قلب و نظر کا عالم دیکھئے کہ یہ جانتے ہوئے کہ یہ کھانا یہودیوں کے گھر سے آیا ہے، آپ ﷺ نے پھر بھی تناول فرمایا۔ وہ زہر آلود تھا، چند لقمے کھائے تھے کہ گوشت کی بوٹیاں بول پڑیں کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے نہ کھایئے، میرے اندر زہر ہے۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی تو اس خاتون کو پکڑ کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا کیونکہ اب نہ صرف ارادۂ قتل تھا بلکہ فعلِ قتل تھا، جو معجزانہ طور پر ناکام ہوگیا۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت بشیر بن براءؓ نے بھی وہ گوشت کھایا لیکن موقع پر شہید ہوگئے۔ آقا علیہ السلام شہید نہ ہوئے کیونکہ فرمان باری تعالیٰ **واللہ یعصمك من الناس** کے مطابق آپ ﷺ کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے لے رکھی تھی۔ اس عورت کو پکڑ کر لایا گیا کہ سزا دیں لیکن آقا علیہ السلام نے اس کو معاف کردیا۔

(اخرجہ البخاری فی الصحیح، کتاب المغازی، باب الشاۃ التی سمت النبی بخیبر، ۴:۱۵۵۱، رقم: ۴۰۰۳)

افسوس! ہم نے اپنی تنگ نظر سوچ کے پیشِ نظر اسلامی تعلیمات کو بھی اسی انداز میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔

☆ حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں آقا علیہ السلام ایک مقام پر صحابہ کرامؓ کے ساتھ موجود تھے، آپ ﷺ نے اپنے گلے میں ایک کھردری سی سخت قسم کی چادر لپیٹی ہوئی تھی۔ ایک اعرابی آیا، اسے کچھ طلب تھی۔ اس نے اپنی نادانی و جہالت کے سبب آپ ﷺ کی چادر کو پکڑ کر اس شدت سے کھینچا کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک پر اس کا زخم آگیا، چادر کھینچ کر کہنے لگا! یا محمد ﷺ میں محتاج ہوں۔ میرے گھر والے بھی بھوکے ہیں، پریشان ہیں، میں دو اونٹ لایا ہوں، میرے دونوں اونٹوں کو غلے اور اناج سے بھر کر مجھے واپس بھیجئے۔ اُس کے اس اندازِ طلب کے باوجود آقا علیہ السلام کے چہرہ انور پر ملال اور رنجیدگی کے اثرات نہیں آئے۔ آپ ﷺ نے صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے بندے سب مال اللہ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔

فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَاءٍ.

''اور مسکرا پڑے پھر آپ ﷺ نے اسے مال عطا کرنے کا حکم فرمایا''۔ (البخاری، الصحیح، کتاب الوضوء، باب صب الماء علی البول فی المسجد، ۱/ ۸۹، رقم: ۲۱۹)

اس کی حاجت پوری کرنے کے بعد اس سے سوال کیا کہ یہ بتا:

ویقا د منك یااعرابی مافعلت بی.

جو کچھ تم نے میرے ساتھ کیا ہے؟ کیا خیال ہے اس کا بدلہ لیا جانا چاہئے یا نہیں؟ اس نے کہا: نہیں ہونا چاہئے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا: کیوں نہیں ہونا چاہئے؟ اس نے کہا:

لانك لا تكافي بالسیئة السیئة . (کتاب الشفاء، ۱:۸۶)

بدلہ نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ آپ ﷺ کی سیرت اور اخلاق یہ ہے کہ آپ ﷺ برے کاموں کا بدلہ برے کاموں سے نہیں دیتے، برائی کو برائی سے رد نہیں کرتے بلکہ برائی کو اچھائی کے ساتھ رد فرمانے والے ہیں۔ یہ آقا علیہ السلام کی وسعتِ اخلاق، وسعتِ ظرف، عظمتِ شفقت اور عظمت رحمت کا ایک اظہار ہے جس سے روشنی لینے کی ضرورت ہے۔

☆ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حالات جتنے بھی غصہ دلانے والی ہی کیوں نہ ہوں مگر میں نے پوری عمر یہ ہی دیکھا کہ ہر کیفیت میں آقا علیہ السلام نے عفو و درگزر اور بردباری کا اظہار فرمایا حتی کہ

ماضرب بیده شیئا قط الا ان یجاهد فی سبیل الله وما ضرب خادما قط ولا امراة.

(صحیح مسلم، ۴:۱۸۱۴، الرقم:۲۳۲۸)

کبھی بھی کسی کو ہاتھ سے نہیں مارا، سوائے جہاد کی صورت میں اپنے دفاع پر اور نہ عمر بھر کسی خادم اور نہ ہی کسی زوجہ کو مارا۔

لوگ عورتوں کو زمانہ جاہلیت میں بھی مارتے تھے اور آج بھی مارتے ہیں۔ Domestic violence عورتوں پر تشدد ہماری سوسائٹی پر بہت بڑا داغ ہے۔ یہ بہت بڑی بدخلقی ہے۔ ہمارے ہاں بسبب جہالت لوگ عورتوں کو مارتے ہیں۔ یاد رکھیں عورتوں کی تذلیل وہی شخص کرتا ہے جو خود ذلیل اور کمینہ ہے اور اپنی بیوی اور عورتوں کو عزت وہی شخص دیتا ہے جو خود باعزت اور کریم ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اُن کا حیا کریں جن کے ساتھ پہلو بہ پہلو رہتے اور زندگی گزارتے ہیں۔ ہم بسا اوقات یہ قربتیں بھول کر ان کو ہاتھوں سے مارتے ہیں۔ یہ باعثِ شرم ہے۔ آقا علیہ السلام نے Domestic Violence کو کلیتًا رد کردیا۔ تاجدار کائنات ﷺ نے پندرہ صدیاں قبل جب سارا معاشرہ ہر طرح کے استحصال سے لبریز تھا، جب غلاموں پر ظلم ہوتے تھے، زنجیروں میں باندھ کر کوڑے مارے جاتے تھے اس وقت بھی آپ ﷺ نے غلاموں اور عورتوں پر تشدد سے منع فرمایا جبکہ مغربی دنیا انسانی حقوق کے تحت خواتین پر عدم تشدد کی باتیں آج کررہی ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے دس سال حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت کی، اس دوران آپ ﷺ نے مجھے کبھی اف تک نہیں کہا۔ کسی کام کرنے میں یہ نہیں فرمایا کہ کیوں کیا اور نہ کرنے پر یہ نہیں فرمایا کہ کیوں نہیں کیا۔ (صحیح بخاری، کتاب الادب، باب حسن الخلق، ۵:۲۲۴۵، الرقم:۵۶۹۱)

☆ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ فاتح کی شان کے ساتھ مکہ شہر میں داخل ہوئے تو وہ کفار مکہ جنہوں نے تلواروں سے آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کرکے آپ ﷺ کو ہجرت پر مجبور کیا، مدینہ کے سفر میں آپ ﷺ کا تعاقب کیا تھا، آپ ﷺ پر مدینہ میں جنگیں مسلط کی تھیں اور لحہ بہ لحہ آپ ﷺ کو پریشان اور دکھی کیا تھا، سکون اور راحت کی زندگی بسر کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ ان کفار ومشرکین کے شہر میں جب فاتح بن کر پہنچے تو وہ لوگ کانپ رہے تھے، انہیں ڈر تھا کہ انتقام لیا جائے گا، ہماری گردنیں کاٹ دی جائیں گی، سزا دی جائے گی، ہمارے مظالم کا بدلہ لیا جائے گا۔ لیکن صورت حال اُن کی سوچوں کے برعکس ہوئی۔ آقا علیہ السلام فتح مکہ کا خطبہ دے رہے

ہیں اور اجتماع سے پوچھتے ہیں:

ماتقولون انی فاعل بکم .

اے اہل مکہ! مجھ پر اکیس سال تک ظلم اور جفا کرنے والو! مصائب و آلام کے پہاڑ گرانے والو! آج تم کیا سوچ رہے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا؟ اس پر وہ جواب دیتے ہیں:

خیراً اخ کریم ابن اخ کریم.

(البیھقی، السنن الکبریٰ، ۹، ۱۱۸، رقم:۱۸۰۵۵)

ہم خیر کی توقع کرتے ہیں، آپ ﷺ نیک اعلیٰ اخلاق والے، شفقت و محبت والے بھائی ہیں اور شفقت و محبت اور بزرگی والے باپ کے بیٹے ہیں۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا جاؤ میں تمہیں وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا:

لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ط يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ .

''جاؤ آج تم پر کوئی گرفت نہیں ہوگی اللہ تمہیں معاف کردے گا''۔ (یوسف:۹۲)

اور پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ اپنے گھروں کو چلے جاؤ آج میں نے تم سب کو معاف کردیا۔

اکیس سال دشمنی مسلط کرنے والی قوم پر جب فتح یاب ہوئے تو آقا علیہ السلام نے ایک کلمہ بھی سخت اور ایک عمل بھی شدت کا اختیار نہیں کیا اور انہیں معاف کردیا۔

☆ حضرت انسؓ راوی ہیں کہ آقا علیہ السلام ایک مقام پر فجر کی نماز کے بعد بیٹھے تھے کہ کفار و مشرکین کے 80 افراد کا مسلح گروپ آقا علیہ السلام اور صحابہ پر حملہ آور ہوگیا۔ صحابہ کرام نے دفاع کیا، ان سب کو پکڑ لیا اور گرفتار کرکے آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں لے آئے۔ **فاعتقهم رسول الله** آپ ﷺ نے انہیں معاف فرماتے ہوئے رہا کردیا۔

(مسلم، الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، باب قول الله تعالیٰ وهوالذی کف ایدی، ۳:۱۴۴۲، رقم:۱۸۰۸)

توریت میں آپ ﷺ کے عفو و درگزر کا بیان

زید بن سعنہ نامی یہودی آقا علیہ السلام کو دیئے گئے قرض کی قبل از وقت واپسی کا مطالبہ لے کر حاضر ہوا۔ اس وقت قرض کی ادائیگی کا اہتمام آقا علیہ السلام کے پاس نہ تھا لیکن وہ یہودی مزید مہلت دینے کے لئے تیار نہ ہوا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ میں تمہارے پاس ہی بیٹھا رہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ تمہارے قرض کی واپسی کا سامان پیدا نہ فرمادے۔ نماز ظہر کا وقت تھا، اس دن کی ظہر سے لے کر اگلے دن کی فجر تک پانچ نمازوں کا وقت آقا علیہ السلام صرف اس کی تالیف قلب اور اطمینان کے لئے گھر نہ گئے، نہ آرام فرمایا، اس کے پاس بیٹھے رہے تاکہ اس کو یہ وہم نہ ہو کہ مجھے چھوڑ کر جارہے ہیں۔ صحابہ کرامؓ اس کو طعن و تشنیع کرنے لگے اور برا بھلا کہنے لگے کہ اس نے کل سے آقا علیہ السلام کو روک رکھا ہے اور انہیں تکلیف میں مبتلا کیا ہے۔ اس پر آقا علیہ السلام نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا خبردار میرے رب نے مجھے کسی غیر مسلم پر ظلم کرنے اور زیادتی کرنے سے منع کررکھا ہے۔ اس نے زیادتی کی ہے تو کوئی بات نہیں، میرا اخلاق اور میرا منصب اجازت نہیں دیتا کہ میں اس سے بداخلاقی کروں۔

اس نے آقا علیہ السلام کے جب یہ کلمات سنے اور آپ کا حسن اخلاق اور طرزِ عمل دیکھا تو اسی وقت کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوگیا اور کہا باخدا میں نے جو آپ کے ساتھ سلوک کیا اس کا ایک سبب تھا۔ میں یہودی ہوں، میں نے تورات میں پڑھ رکھا تھا کہ نبی آخرالزماں تشریف لائیں گے۔ ان کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا۔ ان کا مولد شہر مکہ ہوگا، ان کی ہجرت گاہ شہر مدینہ ہوگی۔ ان کی حکومت ملک شام کی حدوں تک پھیل جائے گی۔ ان کا کردار یہ ہوگا کہ نہ تو ان کی زبان میں ترشی ہوگی، نہ ان

کے دل میں سختی ہوگی، نہ ان کی گفتگو میں کوئی سختی ہوگی، نہ فحش گو ہوں گے، نہ بے ہودہ بات کریں گے، نہ کسی کی زیادتی کا جواب زیادتی سے دیں گے۔ میں نے چونکہ تورات میں یہ اوصاف پڑھے تھے لہذا اس پڑھی ہوئی روایت کا امتحان لینے آیا تھا کہ اگر آپ ﷺ وہی محمد بن عبداللہ اور وہی رسول آخرالزماں ہیں تو میں آپ ﷺ کا امتحان لوں۔ میں نے آپ کو سچا پایا۔

(تبریزی، مشکوٰۃ المصابیح،۳:۲۶۸،۵۸۳۲)

اسوۂ حسنہ کی اتباع کا عہد

یہ آقا علیہ السلام کے عفو و درگزر، صبر و استقامت، حلم اور تحمل برداشت اور بردباری کا اظہار ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بھی اپنے آپ کو ان اخلاق حسنہ سے مزین کریں۔ اس موقع پر میں اُن تمام لوگوں کو معاف کرنے کا اعلان کرتا ہوں جنھوں نے میری ذاتیات پر حملے کرتے ہوئے میری کردارکشی کی، تہمتیں لگائیں اور مجھے برا بھلا کہا اور اُن تمام لوگوں سے معذرت خواہ ہوں جن کی میری کسی بھی بات سے دل آزاری ہوئی ہو۔ میری گفتگو، خطابات اور تحریروں کا مقصد قطعاً کسی کی ذاتیات پر حملے کرنا، تہمتیں لگانا ہرگز ہرگز نہ تھا، نہ ہے اور نہ کبھی ان شاء اللہ ہوگا۔ میں اسلام کے احیاء اور عوام پاکستان کی سربلندی و حقوق کی بحالی کا مقصد اور مشن لے کر آگے بڑھ رہا ہوں۔ اس راستے میں اسلام اور آئین و قوانین کی روشنی میں ہر استحصالی طاقت سے لڑتا رہوں گا مگر کبھی اخلاقی اقدار کو فراموش نہ کروں گا۔

اس مشن کو آگے لے کر بڑھنے والے میرے بیٹے، بیٹیاں سن لیں! جس مشن پر آپ کاربند ہیں یہ خارزار وادی ہے۔ ممکن ہے لوگ آپ کی ذاتیات پر حملے کرتے رہیں، جھوٹی تہمتیں لگاتے رہیں، گالی گلوچ کرتے رہیں، کردارکشی کرتے رہیں مگر آپ تمام کو میری تربیت، تعلیم اور حکم یہ ہے کہ آقا علیہ السلام کے اخلاق حسنہ سے عمر بھر نہ ہٹنا۔ کوئی جتنی بھی آپ کو گالی دے، برا بھلا کہے مگر آپ گالی کا جواب کبھی گالی سے نہ دیں۔ آپ کو اپنے اخلاق سے کبھی نیچے نہیں اترنا۔ یہ رفقاء و کارکنان کو میرا حکم ہے کہ کردارکشی کے جواب میں کسی کی ذاتی کردارکشی نہ کریں۔ بلکہ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا. کے تحت درگزر کریں۔۔۔ دلیل کی بات کو دلیل سے رد کریں مگر ذاتیات پر نہ جائیں۔۔۔ اخلاق سے نیچے نہ اتریں۔۔۔ لغو بات کا جواب نہ دیں۔۔۔ ہر شخص اسی کردار، اخلاق اور دین اسلام کے تقاضوں کا خیال رکھے۔ اگر ان امور کا خیال نہیں رکھے گا تو اس کا میرے ساتھ اور میرے مشن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہماری زندگی کبھی بھی اسوۂ رسول ﷺ کی راہ سے ہٹ کر نہیں ہونی چاہئے۔ مشن مصطفوی کے حصول کے لئے پرخار راستے آئیں گے، بڑے بڑے مشکلات کے مرحلے آئیں گے، آپ کے صبر کے امتحان ہوں گے، حملے ہوں گے، تہمتیں ہوں گی، کردارکشی ہوگی، ہر روز جھوٹی خبریں چلیں گی۔ ان حالات میں آپ کو صبر، استقامت، تحمل، حلم اور بردباری کا اظہار اسوۂ مصطفی ﷺ کو نگاہ کے سامنے رکھ کر کرنا ہوگا۔

آقا علیہ السلام نے جس صبر و تحمل کی تعلیم دی اور جس عظیم صبر و تحمل کا اپنے عمل مبارک سے اظہار کیا اگر ہماری قوم اور معاشرہ اس راہ پر چلے اور ہر شخص اخلاق کا پیکر بننے کی کوشش کرے، عفوو درگزر اپنائے اور تحمل اور بردباری کا راستہ اختیار کرے تو پورے معاشرے میں خیر پیدا ہوسکتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ گالی کی قوت کے بجائے دلیل کی قوت کو رواج دیں۔۔۔ ہمیں چاہئے کہ تہمت کے طریق بجائے شرافت اور عظمت کی قوت کو رواج دیں۔۔۔ چاہئے کہ بداخلاقی کے بجائے اخلاق کی قوت کو رواج دیں۔۔۔ اسی صورت ہماری قوم اور امت مسلمہ عظمتوں سے ہمکنار ہوسکتی ہے۔

الفقہ

آپ کے دینی مسائل

مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی

سوال: کیا اپنا جائز اور حق پر مبنی کام کروانے کے لئے مجبوراً رشوت دینے والا گناہ گار ہوگا؟

جواب: پاکستان ایک ایسا اسلامی ملک ہے جس کا سارے کا سارا نظام ظالمانہ اور سامراجی خطوط پر استوار ہے۔ معیشت سے لے کر عدالتوں تک کہیں بھی ہمیں اسلامی نظام نظر نہیں آتا۔ الغرض اگر اس ملک کے اداروں میں اگر کوئی شے نہیں ہے تو وہ اسلامی نظام ہے۔ آج کے پرفتن دور میں کوئی شخص چاہے تو بھی انفراداً پاکیزہ زندگی نہیں گزار سکتا۔ اسے بھی مجبوراً اس ظالمانہ استحصالی نظام کا حصہ بننا پڑتا ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اس ظالمانہ، استحصالی نظام اور اس کی حفاظت کرنے والے حکمرانوں کے خلاف علم جہاد بلند کریں۔ بہر حال اگر آپ کو اپنا حق لینے یا ظلم سے بچنے کی خاطر ایسا عمل مجبوراً کرنا پڑے تو مجبوری کی حالت میں یہ جائز ہوگا۔ جب تک کوئی صحیح، پاکیزہ راستہ نہ ملے۔

سوال: ایک شخص سنوکر گیم کا کاروبار کرتا ہے۔ ان میں نوجوان مالک کو بتائے بغیر، مالک کی تنبیہ کے باوجود شرط لگا کر گیم کرتے ہیں جو کہ جواء کی صورت اختیار کر جاتی ہے۔ قرآن وسنت کی رو سے کیا مالک کی روزی حلال ہے یا حرام؟

جواب: آپ سختی سے ان نوجوانوں کو شرط لگانے سے منع کریں۔ اس کے باوجود کوئی خفیہ طور شرط لگاتا اور جوا کھیلتا ہے تو آپ مجرم نہیں، اس کا جوابدہ وہ خود ہے۔ آپ کی روزی حلال ہے۔

اسلام نے نوجوانوں کے لئے کھیل کی ایسی صورتیں بتائیں، جن میں ان کی ذہنی و جسمانی تربیت بھی ہو اور عملی زندگی میں مجاہدانہ کردار کرنے کی صلاحیت بھی ان میں پیدا کرے۔ لیکن ایک سازش کے تحت مسلمانوں کے شاندار ماضی کو ان کی نظروں سے اوجھل کرکے ان کی صلاحیتیں ضائع کی جارہی ہیں۔ ان کا سرمایہ اور وقت ضائع کیا جارہا ہے، مثلاً کشتیاں، کبڈی، نشانہ بازی، گھڑ دوڑ اور شمشیر زنی کی جگہ دوسرے نکمے کھیل ان میں مروجہ کردیئے جن سے وقت روپیہ اور جسمانی و ذہنی صلاحیتیں زنگ آلود ہوکر رہ گئیں۔

ہم کھیل کے خلاف نہیں، بشرطیکہ مفید ہو۔ مفید کھیل کا مقصد انسان کی صحت اچھی ہو اور صحت کا مقصد انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے حصول کے لئے اسلامی تعلیمات پر نہ صرف کماحقہ خود کاربند ہوسکے بلکہ ان کے فروغ میں بھی عملی طور پر شریک ہوسکے۔

سوال: وکالت کرنا شرعی اعتبار سے کیسا ہے؟

جواب: وکالت اسلامی اصولوں کے مطابق جائز ہے۔ وکالت کا کورس کرنے والا جب وکالت کو بطور پیشہ

اختیار کرے تو قرآن کا یہ حکم ہمیشہ پیش نظر رہے کہ **لاتکن للخائنین خصیما** ’’جو خیانت والے ہیں ان کے لئے نہ جھگڑنا‘‘۔ بس وکلاء کو چاہئے کہ ان کی تمام تر کوشش حق ثابت کرنے اور حق کے مطابق فیصلہ کرنے میں ہونی چاہئے۔ فیس لے کر اپنے فریق کے لئے جاننے کے باوجود حق کو باطل اور باطل کو حق ثابت کرنا، قرآن کی رو سے حرام ہے۔ اگر آپ کی وکالت ’’حق بہ حقدار رسید‘‘ کے لئے ہے تو جائز اور اگر حق واضح ہونے کے باوجود ظلم کو انصاف ثابت کرنے کے لئے کاوشیں صرف کر رہے ہیں تو یہ حرام ٹھہرے گا۔

ہمیشہ اسلامی قوانین اور حق و سچ کے مطابق فیصلے کروانے کی کوشش کریں۔ اگر اپنی توجہ حق و سچ پر مرکوز کرتے ہوئے وکالت کریں گے تو روزی حلال بصورت دیگر حرام۔

سوال: گناہ کے ذریعے توبہ کو توڑنا ایک شخص کا معمول ہے۔ یہ شخص اپنے آپ کو کس طرح توبہ پر استقامت دے سکتا ہے؟

جواب: یہ کسی ایک شخص کا مسئلہ نہیں۔ ہم مانیں یا نہ مانیں اکثریت کا یہی حال ہے کہ گناہ بھی ہو رہے ہیں اور توبہ و استغفار بھی۔ اللہ رب العزت اپنے محبوب پاک ﷺ کے نعلین پاک کے صدقے ہمیں سچی توبہ نصیب فرمائے۔ انسان کے لئے دو صورتیں ہیں:

۱۔ یا تو اتنا دور نکل جاتا ہے کہ پلٹنے کا کبھی خیال ہی نہیں آتا۔ ندامت کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ اپنے مالک سے صلح کرنے اور اس سے معافی مانگنے کا سوچتا ہی نہیں۔ اس صورت میں عمر بھر غلاظت میں لتھڑا رہتا ہے اور ہمیشہ کی ذلت و رسوائی سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔

۲۔ یا پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت دستگیری فرمائے، کسی صاحب دل کی صحبت میسر آجائے۔ کوئی پاکیزہ کلمہ دل پر اثر کر جائے اور انسان ہلاکت کے گڑھے سے نکل کر اللہ کی رحمت و حفاظت کی پناہ گاہ میں محفوظ ہو جائے۔

انسان اگر اپنے معمولات تبدیل کر لے تب بھی اس پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں اور وہ گناہوں کی جانب مائل نہیں ہوتا۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ مزاراتِ اولیاء پر حاضری کو معمول بنائیں۔۔۔ شبِ بیداری یا محافل میں حاضری کو یقینی بنائیں۔۔۔ منہاج القرآن میں قائم گوشہ درود میں حاضری یا پورے ملک میں قائم حلقاتِ درود میں حاضری بھی توبہ پر استقامت عطا کرتی ہے۔۔۔ اسی طرح اچھی کتب کا مطالعہ اور اچھے خطابات کا سننا بھی کارگر ہوتا ہے۔۔۔ شیخ الاسلام کی توبہ، محبت الٰہی وغیرہ کے موضوعات پر خطابات حاصل کر کے انہیں سنیں۔ ان شاء اللہ طبیعت میں تبدیلی آئے گی۔ شیخ الاسلام کی مختلف موضوعات پر لکھی گئی دیگر کتابیں پڑھیں، ان شاء اللہ خیالات میں پاکیزگی آئے گی۔

پابندی سے مسجد میں باجماعت نماز ادا کریں۔۔۔ اللہ کا ذکر اور رسول پاک ﷺ پر درود و سلام کثرت سے پڑھیں۔۔۔ اچھی کتابیں پڑھیں۔۔۔ نیک صحبت اختیار کرلیں۔۔۔ اپنے نیک ارادوں میں پختگی پیدا کریں۔۔۔ عزم و حوصلہ سے کام لیں۔۔۔ شیطان و نفس کے آگے ہتھیار نہ ڈالیں۔۔۔ جب دنیا کے معاملات کامل یقین اور پکے ارادے سے کرتے ہیں تو اپنی آخرت سنوارتے وقت بھی پختہ فیصلے کریں۔۔۔ ایک انسان دوسرے انسان سے کی ہوئی اپنی بات کی پاسداری میں تو تن، من دھن قربان کر دیتا ہے۔ اپنی بات سے پھرتا نہیں، مگر ہم اللہ تعالیٰ سے بار بار وعدے کرتے اور پھر توڑ دیتے ہیں۔ یہ افسوس ناک رویہ ہے، جس پر غور و فکر کی ضرورت ہے۔

کبھی قبرستان سے گزر ہو تو سوچیں کہ کیسے کیسے شاہ زور، معززین و شرفاء، عاشقان جانباز، مست خانہ خراب، ظالم، عیاش و بدمعاش اور جاہ و جلال والے تھے یہ لوگ۔ ان کی وہ عزتیں کہاں گئیں۔۔۔؟ ان کے جھوٹے عشق کہاں گئے۔۔۔؟ ان کی بدمستیاں ان کے مظالم ان کی عیاشیاں، ان کی بدمعاشیاں ان کے جاہ و جلال کہاں

گئے۔۔۔؟ اللہ بس، باقی ہوس۔

جدید و قدیم بستیوں میں گھومیں، کیسی کیسی عظیم الشان خوبصورت کوٹھیاں ہیں۔۔۔ کیسے کیسے محلات و قلعے ہیں۔۔۔ کیسے کیسے باغ اور سیر گاہیں ہیں۔۔۔ کیسے کیسے تالاب و آبشار ہیں۔۔۔ ان کو تعمیر کرنے والے کہاں گئے۔۔۔؟ کس نے بنایا تھا یہ سب کچھ۔۔۔؟ آج کس کے قبضہ و تصرف میں ہیں۔۔۔؟ کل ان سے کون لطف اندوز ہوگا۔۔۔؟ ارے بھائی غور سے دیکھ یہ کیا ہے۔۔۔ اس کی حقیقت کیا ہے۔۔۔؟ کیا یہ سب کچھ ایک سرائے نہیں۔۔۔؟ بس ہماری حقیقت ایسے مسافر کے سوا کچھ نہیں جو کچھ وقت ستانے کے لئے کسی سرائے میں ٹھہرتا ہے۔ عقل مند ایسی آرام گاہوں سے دل نہیں لگاتے۔ ستا کر اصل منزل کی طرف چل پڑتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اس مسافر خانے کی حقیقت سے آشنا کردے اور خواب غفلت سے بیدار فرمادے۔ آمین۔

سوال: ایک شخص اپنی ساری جائیداد اپنی زندگی میں اپنے پوتے کے نام ہبہ کرجاتا ہے جبکہ اس کی اور اولاد ابھی زندہ ہے، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: جب کوئی شخص اپنی زندگی میں کوئی ایسا دور رس فیصلہ کرنے لگے تو اسے اس کے تمام اثرات و نتائج پر پوری طرح غور کرلینا چاہئے تاکہ دنیا یا آخرت میں کسی مرحلہ پر وہ فیصلہ اس کے لئے حسرت وندامت کا باعث نہ ہوجائے۔ اس سلسلہ میں چند ہدایات پہلے سن لیں:

اللہ رب العزت نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ. (النحل:۹۰)

''بے شک اللہ (ہر ایک کے ساتھ) عدل اور احسان کا حکم فرماتا ہے''۔

قرآن کریم میں ورثاء کے حصے مقرر کرتے وقت اصول بیان فرمایا:

اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ ج لَا تَدْرُوْنَ اَیُّھُمْ اَقْرَبُ لَکُمْ نَفْعًا ج فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا.

''تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تمہیں معلوم نہیں کہ فائدہ پہنچانے میں ان میں سے کون تمہارے قریب تر ہے یہ (تقسیم) اللہ کی طرف سے فریضہ (یعنی مقرر) ہے، بے شک اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے''۔ (النساء،۱۱)

اللہ تعالیٰ نے مالی معاملات میں کسی کو من مانی کا حق نہیں دیا بلکہ اپنی حکمت کاملہ سے انہیں خود حل فرمایا ہے۔ مذکورہ شخص بہتر جانتا ہے کہ اس نے اپنی دیگر اولاد کو کس بناء پر اپنی جائیداد سے محروم رکھا ہے۔ اگر کوئی شرعی جواز نہ تھا تو یقیناً یہ جرم ہے، جس کی سزا وہ اگلے جہان بھگتے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الرجل ليعمل والمراة بطاعة الله ستين سنة ثم يحضرهما الموت فيضاران فى الوصية فتجب لهما النار. (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

''ایک شخص مرد یا عورت ساٹھ سال اللہ کی اطاعت کرتے ہیں۔ پھر موت کا وقت آتا ہے، وہ وصیت میں کسی کو نقصان پہنچاتے ہیں تو ان کے لئے جہنم لازم ہوجاتی ہے''۔

نیز رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

من قطع ميراث وارثه قطع الله ميراثه من الجنة يوم القيمة. (ابن ماجه، بيهقى)

''جس نے اپنے وارث کی وراثت ختم کی، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی جنت کی میراث ختم کردے گا''۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں میرے والد نے مجھے عطیہ دیا۔ میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے کہا میں راضی نہیں جب تک آپ رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ نہ بناؤ۔ میرے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ عرض کی میں نے عمرہ بنت رواحہ سے پیدا ہونے والے اپنے بیٹے کو عطیہ دیا ہے۔ میری بیوی نے

مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ ﷺ کو گواہ بنالوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

قال اعطیت سائر ولدك مثل هذا؟ قال لا.

''فرمایا باقی اولاد کو بھی اتنا ہی دیا؟ انہوں نے عرض کی نہیں''۔ فرمایا:

فاتقوا الله واعدلوا بين اولادكم قال فرجع فرد عطيته. (صحیح بخاری، ۳۵۲:۱)

''اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو۔ سو میرے والد نے واپس آ کر اپنا عطیہ واپس لے لیا''۔

ظلم پھر ظلم ہے۔ آپ نے قرآن و حدیث کی ہدایات پڑھ لیں۔ شخص مذکور نے باقی اولاد کے ہوتے ہوئے بھی اپنی زندگی میں اپنی تمام جائیداد اپنے پوتے کے نام ہبہ کردی۔ یہ ہبہ قانوناً نافذ ہوگیا اور ساری جائیداد کا مالک اس کا پوتا ہوجائے گا مگر اس شخص نے دوسرے وارثوں کو بالکل محروم کرکے ظلم کیا ہے۔ لہذا قانوناً اس کی تمام جائیداد کا مالک اس کا پوتا اس کی زندگی میں ہی ہوگیا تھا۔ مرتے وقت تو اس کے پاس کچھ تھا ہی نہیں جو وارثوں میں تقسیم ہوتا۔ پس وارث محروم اور پوتا ہر شے کا مالک اور گناہ مرنے والے پر جس نے حقداروں میں انصاف نہ کیا اور اللہ کے فیصلہ کی خلاف ورزی کی۔ یہ ہے صحیح شرعی صورت۔

سوال: کیا مشترکہ وراثت کی زمین میں سے تقسیم سے پہلے ورثاء میں سے کوئی ایک اپنے حصے کی زمین زمین، مسجد یا مدرسہ وغیرہ کے لئے وقف کرسکتا ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمادیں۔

جواب: باپ کے تمام ترکہ میں اولاد کا حق ہے لہذا غیر منقسم جائیداد میں سے دوسرے ورثاء کی اجازت کے بغیر کوئی ایک وارث اس جائیداد میں کوئی تصرف نہیں کرسکتا اور نہ بیچ سکتا ہے، نہ کسی کو ہبہ کرسکتا ہے نہ صدقہ و خیرات، نہ مسجد بناسکتا ہے نہ مدرسہ، نہ ہسپتال وغیرہ۔ جب ترکہ تقسیم ہوجائے اور ہر وارث اپنا حصہ الگ کرلے تو اپنے حصہ میں سے جہاں چاہے نیک کام میں رقم لگاسکتا ہے۔ لہذا جس بھائی نے اپنی ساری زمین مسجد پر وقف کردی ہے، اس نے غلط کیا۔ پہلے ہر ایک کا حصہ الگ کرنا تھا۔ تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض (اگر قرض تھا) اور وصیت پر عمل کرنے کے بعد اگر مال بچ جائے تو وہ تمام بہن، بھائیوں میں شرعی اعتبار سے تقسیم ہوگا اور پھر کوئی اپنا حصہ وقف کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔

کتب حدیث نبوی ﷺ کی اقسام

محمد شعیب بزمی

حضور نبی اکرم ﷺ کے فرامین و اعمال کو مختلف اوقات میں کثیر ائمہ کرام نے اپنے اپنے انداز سے جمع فرمایا۔ ان مختلف انداز اور اسالیب کی بناء پر کتب حدیث کی متعدد اقسام منظر عام پر آئیں۔ ذیل میں کتب حدیث کی اقسام اور ان اقسام کی معروف و متداول کتب کے نام درج کئے جارہے ہیں۔ اِن کو بیان کرنے کا مقصود یہ ہے کہ جب ہم حدیث کی کسی بھی کتاب کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہو کہ اس کتاب کا اسلوب کیا ہے اور اس کو مرتب کرتے ہوئے ائمہ حدیث نے کس بات کو پیش نظر رکھا۔ نیز اس سے یہ امر بھی واضح ہوتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ رب تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لے رکھی ہے جس طرح قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ کے مطابق اپنے ذمہ کرم پر لے رکھی ہے۔

ائمہ حدیث نے درج ذیل اسالیب کے تحت درج ذیل کتب حدیث مرتب کیں:

١.الاجزاء	٢.الموطات والمصنفات	٣.المسانيد	٤. الصحاح	٥.الجوامع
٦.السنن	٧.كتب السنة	٨.المستدركات	٩.المستخرجات	١٠.كتب الجمع
١١.كتب الاطراف	١٢. كتب الزوائد	١٣.كتب الاحكام		
١٤.كتب الاذكار والادعية	١٥.كتب الترغيب والترهيب	١٦.كتب الزهد		
١٧.كتب احاديث المشتهرة	١٨.كتب الاحاديث القدسية	١٩. كتب احاديث المسلسلة		
٢٠.كتب احاديث المتواترة	٢١. كتب المراسيل	٢٢.كتب دلائل النبوة		
٢٣. رود اسباب الحديث	٢٤.كتب الناسخ والمنسوخ	٢٥.كتب اختلاف الحديث		
٢٦.كتب تخريج الحديث	٢٧. كتب العلل	٢٨.كتب احاديث الموضوعة		
٢٩.كتب غريب الحديث	٣٠.كتب اعراب الحديث	٣١. كتب الطب النبوى		

1.الاجزاء

ایسی کتب جو کسی شخص کی مرویات، یا ایک موضوع کی روایات، یا ایک حدیث کی تمام اسانید اور متون پر مشتمل ہوں۔ درج ذیل ''اجزاء'' نہایت معروف و متداول ہیں:

i. جزء حديث سفيان بن عيينه (١٩٨هجرى)   ii. جزء الحسن بن العرفة العبدى (١٥٧ هجرى)

iii. جزء محمد بن عاصم الاصبحانی (۲۶۲ هجری) iv. جزء احمد بن عصام (۲۷۲ هجری)
v. جزء فی طرق حدیث من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعده من النار، ابن حجر العسقلانی (۸۵۲ هجری)
vi. جزء فیه طرق حدیث طلب العلم فریضة علی کل مسلم، امام سیوطی (۹۱۱هجری)

2.الموطات والمصنفات

حدیث کی وہ کتب جو حدیث نبوی ﷺ کے ساتھ ساتھ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے اقوال پر مشتمل ہوتی ہیں مثلاً

i. الموطا لامام مالك (۱۷۹ هجری) ii. مصنف امام عبدالرزاق بن همام (۲۱۱ هجری)
iii. مصنف امام ابوبکر بن ابی شیبة (۲۳۵ هجری)

3.المسانید

حدیث کی وہ کتابیں جن میں مذکور احادیث، حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ یعنی یہ مرفوع احادیث پر مشتمل کتابیں ہوتی ہیں جیسے

i. مسند عبدالله بن المبارك (۱۸۱ هجری) ii. مسند ابو دائود الطیالسی (۲۰۴ هجری)
iii. مسند ابو یعلی الموصلی (۲۰۷ هجری) iv. مسند عبدالله بن الزبیر الحمیدی (۲۱۹ هجری)
v. مسند خلیفة بن خیاط (۲۴۰ هجری) vi. مسند الامام احمد بن حنبل (۲۴۰ هجری)
vii. مسند ابوبکر احمد بن البزار (۲۹۲ هجری)

4.الصحاح

حدیث کی وہ کتابیں جو صحیح احادیث نبوی پر مشتمل ہوں:

i. صحیح الامام البخاری (۲۵۶ هجری) ii. صحیح الامام مسلم (۲۶۱ هجری)
iii. صحیح الامام ابن خزیمة (۳۱۱ هجری) iv. صحیح الامام سعید بن عثمان (۳۱۳ هجری)
v. صحیح الامام ابن حبان (۳۴۵ هجری)

5.الجوامع

حدیث کی وہ کتابیں جن کی ترتیب فقہی ابواب پر کی جاتی ہیں۔ یہ کتب العقائد، الاحکام، الرقائق، آداب الاکل والشراب، السفر والمقام، مایتعلق بالتفسیر، التاریخ، والسیر، الفتن، المناقب والمثالب پر مشتمل ہوتی ہیں۔ مثلاً

i. الجامع صحیح الامام البخاری (۲۵۶ هجری) ii. الجامع الامام ابی عیسی الترمذی (۲۷۹ هجری)

6. السنن

حدیث کی ان کتابوں کی ترتیب بھی فقہی ابواب پر کی جاتی ہے مگر ان میں الایمان، الطهارة، الصلاة، الزکاة کے ابواب شامل ہوتے ہیں۔ جیسے

i. سنن الدارمی (۲۵۵ هجری) ii. سنن ابن ماجة (۲۷۳ هجری) iii.سنن ابی دائود (۲۸۵ هجری)
iv. سنن النسائی (۳۰۳ هجری) v. سنن الکبریٰ الامام البیهقی (۶۵۸ هجری)

7. كتب السنة

حدیث کی وہ کتابیں جن میں اتباع نبی ﷺ اور بدعات سے اجتناب کی احادیث ہوں۔ مثلاً

i. الرد على الجهمية الامام الدارمی (۲۸۰ هجری) ii. السنة ابن ابی عاصم (۲۸۷ هجری)

iii. کتاب السنة عبدالله بن احمد الشیبانی (۲۹۰ هجری)

8. المستدركات

حدیث کی ایسی کتب جن میں کسی کتاب کی احادیث پر استدراک کیا جاتا ہے۔ مثلاً

i. الالزامات الحافظ الدار قطنی (۳۸۵ هجری) ii. المستدرك الامام الحاكم (٤٠٥ هجری)

9. المستخرجات

حدیث کی ایسی کتاب جس کا مصنف کسی کتاب کی احادیث اپنی سند سے بیان کرتا ہے۔ مثلاً

i. المستخرج للحافظ ابی علی الحسن الماسرجسی (۳٦٥ هجری) استخرج علی صحيحين.

ii. المستخرج للحافظ ابی بکر احمد بن ابراهیم الاسماعیلی (۳۷۱هجری) استخرج علی الصحيحين.

iii. المستخرج للحافظ ابی عوانة يعقوب بن اسحاق النيسابوری (۳۱٦ هجری) استخرج علی صحيح مسلم.

iv. المستخرج للحافظ ابی حامد احمد بن محمد الهروی (۳۵۵ هجری) استخرج علی صحيح مسلم.

10. كتب الجمع

حدیث کی ایسی کتابیں جن میں حدیث کی کچھ کتب کو جمع کیا جاتا ہے۔ جیسے

i. جامع الاصول، الامام ابن الاثير (٦٠٦ هجری)

اس کتاب میں صحیحین، موطا امام مالک، سنن ابی داوٗد، سنن النسائی، جامع الترمذی کی احادیث کی سندوں کو حذف کر کے متون کو فقہی ابواب پر جمع کیا گیا ہے اور ابواب کی ترتیب حروف تہجی پر قائم کی گئی ہے۔

ii. جامع المسانيد والسنن حافظ ابن كثير (۷۷٤ هجری). اس کتاب میں اصول الستة، مسند احمد، مسند ابی یعلی، مسند البزار، المعجم الكبير وغیرہ کی احادیث جمع کی گئی ہیں۔

11. كتب الاطراف

یہ حدیث نبوی کی ایسی کتب ہیں جن میں حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا جاتا ہے، جس کے ذریعے باقی حدیث کا حصہ معلوم ہوجائے کہ یہ حدیث کس کتاب میں موجود ہے۔ مثلاً

i. کتاب تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف الامام الحافظ جمال الدين ابی الحجاج يوسف بن الزكی عبدالرحمن بن يوسف المزی (۷٤۲ هجری). یہ کتاب اصول ستہ اور ان کے مصنفین کی مزید کچھ کتب کی اطراف پر مشتمل ہے۔

ii. الاطراف باوهام الاطراف، حافظ ولی الدين احمد بن عبدالرحيم العراقی (۸۲٦ هجری)

iii. النكت الظراف علی الاطراف حافظ ابن حجر (۸۵۲ هجری)

iv. اطراف المسند المعتلی باطراف المسند الحنبلی، حافظ ابن حجر (۸۵۲ ھجری)

v. اتحاف المھرۃ بالفوائد المبتکرۃ من اطراف العشرۃ حافظ ابن الحجر (۸۵۲ ھجری).

امام ابن حجر کی یہ کتاب درج ذیل کتب کے اطراف پر مشتمل ہے:

۱.الموطا لامام مالك ۲. مسند الشافعی ۳. مسند احمد ٤. مسند الدارمی

۵. صحیح ابن خزیمۃ ٦. منتقی ابن جارود ۷. صحیح ابن حبان ۸. مستدرك الحاکم

۹. مستخرج ابی عوانۃ ۱۰. شرح معانی الاثار لطحاوی ۱۱. سنن الدار قطنی

12. کتب الزوائد

حدیث نبوی کی ایسی کتب جن میں کچھ کتب حدیث کی احادیث پر کسی کتاب یا کتب سے زائد احادیث جمع کی جاتی ہیں۔ مثلاً

i. مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الھیثمی (۸۰۷ھجری)

اس کتاب میں امام ہیثمی نے پہلے زوائد پر پانچ کتب تحریر کیں: پہلی کتاب میں، مسند احمد سے ایسی احادیث جمع کی جو اصول ستہ میں موجود نہیں، اس طرح مسند بزار، مسند ابی یعلی، معجم الکبیر اور معجم الصغیر اور اوسط پر کام مکمل کیا پھر ان چھ کتب کے زوائد کو درج ذیل کتب میں آپس میں جمع کیا:

۱. غایۃ المقصد فی زوائد الامام احمد (مسند احمد) ۲. البحر الزخار فی زوائد البزار (مسند البزار)

۳. المقصد الاعلی فی زوائد ابی یعلی (مسند ابی یعلی)

٤. البدر المنیر فی زوائد المجعم الکبیر (لطبرانی)

۵. مجمع البحرین فی زوائد المعجمین (الصغیر والاوسط لطبرانی)

ii. اتحاف الخیرۃ المھرۃ بزوائد المسانید العشرۃ حافظ شھاب الدین احمد بن ابی بکر البوصیری (۸٤۰ ھجری). اس کتاب میں دس مسانید کی اصول ستہ پر زائد احادیث جمع کی ہیں:

۱.مسند ابی داؤد الطیالسی ۲. مسند مسدد ۳. مسند الحمیدی ٤. مسند ابن عمر العدنی

۵. مسند اسحاق بن راھویۃ ٦. مسند ابی بکر بن ابی شیبۃ ۷. مسند احمدبن منیع

۸. مسند عبدبن حمید ۹. مسند الحارث بن محمد بن ابی اسامۃ ۱۰. المسند الکبیر لابی یعلی

iii. مصباح الزجاجۃ فی زوائد ابن ماجۃ حافظ البوصیری (۸٤۰ ھجری). اس کتاب میں سنن ابن ماجہ کی صحیح البخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، جامع الترمذی، سنن النسائی پر زائد احادیث جمع کی ہیں۔

iv. المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ حافظ ابن حجر (۸۵۲ ھجری)

اس کتاب میں درج ذیل کتب کی اصول ستہ پر زائد احادیث جمع کیں:

۱. مسند ابی عمر العدنی ۲. مسند الحمیدی ۳. مسند مسدد ٤. مسند الطیالسی

۵. مسند ابن منیع ٦. مسند ابن ابی شیبۃ ۷. مسند عبد بن حمید ۸. مسند الحارث

13. کتب الاحکام

یہ حدیث نبوی کی ایسی کتب ہیں جو صرف احکام کی احادیث پر مشتمل ہیں۔ مثلاً

i. المنتقى من السنن المسندة عن رسول الله ﷺ

ii. العمدة فی الاحکام فی معالم الحلال والحرام حافظ عبدالغنی بن عبدالرحمن المقدسی (٦٠٠ هجری)

iii. الالمام باحادیث الاحکام حافظ تقی الدین بن دقیق العید (٧٠٢ هجری)

iv. تقریب الاسانید وترتیب المسانید لحافظ زین الدین ابی الفضل عبدالرحیم العراقی (٧٢٥ هجری)

v. بلوغ المرام من ادلة الاحکام لحافظ ابن حجر (٨٥٢ هجری)

14. کتب الاذکار والادعیة

حدیث نبوی کی ایسی کتب جو صرف ذکر واذکار اور دعاؤں کی احادیث پر مشتمل ہیں۔ مثلاً

i. عمل الیوم واللیلة لامام النسائی (٣٠٣ هجری)

ii. عمل الیوم واللیلة احمدبن محمد الدینوری، ابن السنی (٣٦٤ هجری)

iii. الاذکار الامام محی الدین ابی زکریا یحی بن شرف النووی (٦٧٦ هجری)

iv. وظائف الیوم واللیلة حافظ السیوطی (٩١١ هجری)

15. کتب الترغیب والترهیب

حدیث نبوی کی ایسی کتب جو صرف ترغیب وترہیب کی احادیث پر مشتمل ہیں مثلاً

i. التوبیخ والتنبیه، عبدالله بن محمد جعفر بن حبان المعروف بابی الشیخ الاصبهانی (٣٦٩ هجری)

ii. الترغیب والترهیب، ابوالقاسم، اسماعیل بن محمد بن الفضل القرشی الاصبهانی (٥٣٥ هجری)

iii. الترغیب والترهیب حافظ زکی الدین عبدالمنعم المنذری (٦٥٦ هجری)

16. کتب الزهد

حدیث نبوی کی ایسی کتب جو دنیا سے بے رغبتی اور طلبِ آخرت کی احادیث پر مشتمل ہوں۔

i. الزهد الامام عبدالله بن المبارك (١٨١ هجری) ii. الزهد الامام وکیع بن الجراح (١٩٨ هجری)

iii. الزهد الامام احمد بن حنبل (٢٤٠ هجری) iv. الزهد الکبیر الامام البیهقی (٤٥٨ هجری)

17. کتب احادیث المشتهرة

حدیث نبوی کی ایسی کتب جو صرف مشہور عام احادیث پر مشتمل ہیں (صحیح، ضعیف، موضوع)۔

i. اللالی المنثورة فی الاحادیث المشهورة حافظ محمد بن عبدالله الزرکشی (٧٩٤ هجری)

ii. المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة حافظ محمدبن عبدالرحمن السخاوی (٩٠٢ هجری) iii. الدرالمنثور فی الاحادیث المشتهرة للسیوطی (٩١١ هجری)

iv. کشف الخفاء ومزیل الالباس الشیخ اسماعیل محمد بن العجلونی (١١٦٢ هجری)

18. کتب الاحادیث القدسیة

حدیث نبوی کی ایسی کتب جو صرف احادیث قدسیہ پر مشتمل ہیں مثلاً

i. الاربعین الالهیة لابی الحسن علی بن المفضل المقدسی (٦١١ هجری)

ii. الاتحافات السنیة بالاحادیث القدسیة لحافظ عبالرئوف المناوی (١٠١٣ هجری)

19. کتب احادیث المسلسلة

حدیث نبوی کی ایسی کتب جو مسلسل احادیث پر مشتمل ہیں۔

i. العذاب السلسل فی الحدیث المسلسل الامام شمس الدین محمدبن احمد الذھبی (٧٤٨ هجری)

ii. الجواھر المکلکلة فی الاخبار المسلسلة السخاوی (٩٠٢ هجری)

20. کتب احادیث المتواترة

حدیث نبوی کی ایسی کتب جومتواتر احادیث پر مشتمل ہیں جیسے

i. ازھار المتناثرة فی الاحادیث المتواترة السیوطی (٩١١ هجری)

ii. لقط اللالی المتناثرہ فی الاحادیث المتواترة، علامه محمد مرتضی الزبیدی (١٢٠٥ هجری)

iii. نظم المتناثرة فی الاخبار المتواترة الشیخ محمد بن جعفر الکتانی (١٣٨٢ هجری)

21. کتب المراسیل

وہ کتب حدیث جومرسل احادیث پر مشتمل ہیں مثلاً

i. المراسیل لابی داؤد السجستانی (٢٨٥ هجری)

ii. المراسیل حافظ ابی محمد عبدالرحمن بن ابی حاتم محمد بن ادریس الرازی (٣٢٧ هجری)

iii. جامع التحصیل فی احکام المراسیل حافظ صلاح الدین سعید بن خلیل بن کیکلدی العلائی (٧٦١ هجری)

iv. تحفة التحصیل فی ذکر المراسیل حافظ ولی الدین احمد بن عبدالرحیم العراقی (٨٢٦ هجری)

22. کتب دلائل النبوة

ایسی کتب حدیث نبوی جومعجزات نبوی کی احادیث پر مشتمل ہوں:

i. دلائل النبوة الامام جعفر بن محمد الفریابی (٣٠١ هجری)

ii. دلائل النبوة حافظ احمد بن عبدالله المعروف بابی نعیم الاصبھانی (٤٣٠ هجری)

iii. دلائل النبوة ابوبکر احمد بن الحسین البیھقی (٤٥٨ هجری)

23. کتب ورود اسباب الحدیث

حدیث نبوی کی ایسی کتب جن میں احادیث بیان کرنے کے اسباب بیان کئے جاتے ہیں (جیسے قرآن کریم کی آیات کے اسباب نزول)۔

i. سبب ورود الحدیث الامام السیوطی (٩١١ هجری)

ii. البیان والتعریف فی اسباب ورود الحدیث الشریف الشیخ ابراهیم بن محمد (١١١٠ هجری)

24. کتب الناسخ والمنسوخ

حدیث نبوی کی ایسی کتب جواحادیث ناسخہ اورمنسوخہ پر مشتمل ہیں:

i. الناسخ والمنسوخ الامام ابی حفص عمر بن شاهین (۳۸۵ هجری)

ii. الاعتبار فی بیان الناسخ والمنسوخ من الاثار ابوبکر محمد بن موسی الحازمی (۵۸٤ هجری)

25. کتب اختلاف الحدیث

حدیث نبوی کی ایسی کتب جن میں ایسی احادیث بیان کی جاتی ہیں جو ظاہری طور پر متعارض اور متضاد معلوم ہوتی ہیں، ان کتب میں وہ احادیث توافق اور دلائل سے جمع کی جاتی ہے۔

i. اختلاف الحدیث الامام ابی عبدالله محمد بن ادریس الشافعی (۲۰٤ هجری)

ii. تاویل مختلف الحدیث الامام الحافظ عبدالله بن مسلم بن قتیبة الدینوری (۲۷٦ هجری)

iii. مشکل الاثار الامام ابی جعفر بن محمد الطحاوی (۳۲۱ هجری)

26. کتب تخریج الحدیث

حدیث نبوی کی ایسی کتب جو احادیث کی تخریج (کسی حدیث کی تمام یا زیادہ تر متون اور اسانید کو جمع کرکے اہل علم و نقاد حدیث اس پر حکم صادر کرتے ہیں) پر مشتمل ہوں۔

i. نصب الرایة لاحادیث الهدایة الامام الحافظ جمال الدین عبدالله بن یوسف الزیلعی (۷٦۲ هجری)

ii. المعتبر فی تخریج احادیث المنهاج والمختصر حافظ بدرالدین محمد بن عبدالله الزرکشی (۷۹٤ هجری)

iii. البدر المنیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر حافظ عمر بن علی الانصاری ابن الملقن (۸۰٤ هجری)

iv. الکافی الشاف فی تخریج احادیث الکشاف حافظ ابن حجر (۸۵۲ هجری)

v. نتائج الافکار فی تخریج احادیث الاذکار احادیث الاذکار حافظ ابن حجر (۸۵۲ هجری)

vi. تخریج احادیث العادلین حافظ السخاوی (۹۰۲ هجری)

vii. مناهل الصفاء فی تخریج الشفاء حافظ السیوطی (۹۱۱ هجری)

27. کتب العلل

حدیث نبوی کی ایسی کتب جن میں احادیث کی علل بیان کی جاتی ہیں:

i. کتاب العلل الحدیث الامام الحافظ عبدالرحمن بن ابی حاتم الرازی (۳۲۷ هجری)

ii. العلل الحافظ علی بن عبدالله المدینی (۲۳٤ هجری)

iii. العلل الحافظ ابوالحسن علی بن عمر الدار قطنی (۳۸۵ هجری)

iv. العلل المتناهیة فی الاحادیث الواهیة الامام عبدالرحمن بن علی المعروف بابن الجوزی (۵۹۷ هجری)

28. کتب احادیث الموضوعة

ایسی کتب جن میں حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب ایسے اقوال و اعمال درج کئے گئے ہوں جو حقیقتاً آپ ﷺ سے صادر ہی نہ ہوئے ہوں۔ ان کو ذکر کرنے کا مقصود ان اقوال و اعمال پر بھروسہ و اعتماد نہ کرنے کی طرف توجہ دلانا ہوتا ہے کہ یہ جھوٹی باتیں ہیں، ان پر اعتماد نہ کیا جائے۔

i. کتاب معرفة التذکرة فی الاحادیث الموضوعة الامام محمد بن طاهر المقدسی (۵۰۷ هجری)

ii. الموضوعات الكبرى عبدالرحمن بن علي الجوزی (۵۹۷ هجری)

iii. موضوعات الصاغانی الامام الحسن بن محمد الصاغانی (٦٥٠ هجری)

iv. الالی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة السیوطی (۹۱۱ هجری)

v. الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعات الکبری) العلامة الملا علی القاری (۱۰۱٤ هجری)

vi. المصنوع فی معرفة الحدیث الموضوع (الموضوعات الصغری) العلامة الملا علی قاری.

vii. الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة العلامة محمد بن علی الشوکانی (۱۲٥٠ هجری)

29. کتب غریب الحدیث

حدیث کی ایسی کتب جن میں احادیث کے مشکل الفاظ کی وضاحت کی جائے۔

i. غریب الحدیث ابو عبیدالقاسم بن سلام الهروی (۲۲٤ هجری)

ii. الفائق فی غریب الحدیث ابوالقاسم جارالله محمود بن عمر الزمخشری (۵۳۸ هجری)

iii. النهایة فی غریب الحدیث والاثر الامام ابن الاثیر الجزری (٦٠٦ هجری)

iv. غریب الحدیث حافظ ابن حجر (۸۵۲ هجری)

30. کتب اعراب الحدیث

حدیث کی ایسی کتب جن میں حدیث کے مشکل مفردات اور جملوں کی نحوی ولغوی تشریح اور وضاحت کی جائے۔

i. اعراب الحدیث النبوی الامام ابوالبقاء عبدالله بن الحسین العکبری (٦١٦ هجری). *اس کتاب میں، کتاب جامع المسانید ابن الجوزی کے جملوں کی نحوی و لغوی تشریح کی گئی ہے۔ علامہ ابن جوزی کی یہ کتاب زیادہ تر* احادیث مسند احمد، وصحیح البخاری، وصحیح مسلم، وجامع الترمذی *پر مشتمل ہے۔*

ii. شواهد التوضیع والتصحیح لمشکلات الجامع الصحیح الامام ابی عبدالله محمد بن جمال الدین بن مالك (٦٧٢ هجری) *اس کتاب میں صحیح بخاری کے مشکل جملوں کی نحوی ولغوی تشریح کی گئی ہے۔*

iii. عقود الزبر جد علی مسند الامام احمد حافظ السیوطی (۹۱۱ هجری). *اس کتاب میں* مسند احمد *کی احادیث کے مشکل جملوں اور مفردات کی نحوی ولغوی تشریح کی گئی ہے۔*

31. کتب الطب النبوی

حدیث نبوی کی ایسی کتب جو ایسی احادیث پر مشتمل ہیں جن میں کسی مرض کا علاج بیان کیا گیا ہے مثلاً

i. کتاب الطب لامام حافظ ابونعیم الاصبهانی (٤٣٠ هجری)

ii. کتاب الطب من الکتاب والسنة علامة موفق الدین بن عبداللطیف البغدادی (٢٦٩ هجری)

iii. کتاب الطب النبوی علامة ابن القیم الجوزی (۷۵۱ هجری)

iv. مختصر فی الطب النبوی الحافظ السیوطی (۹۱۱ هجری)

استحصالی نظام کے خلاف انقلابی جدوجہد

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے درج ذیل 3 ایسے اشخاص کا تذکرہ کیا ہے جو اپنے اپنے معاشرے میں معاشرتی، سیاسی اور معاشی استحصال کے نمائندہ تھے:

۱۔فرعون ۲۔نمرود ۳۔قارون

آیئے ان کے استحصال اور ان کے مقابلے میں انبیاء کرام علیہم السلام کی جدوجہد کا مطالعہ کرتے ہیں:

۱۔ معاشرتی استحصال

قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کے دوران کثرت سے فرعون کا تذکرہ ملتا ہے کہ وہ کس طرح بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کردیتا تھا اور ان کی بچیوں کو زندہ رکھتا تھا۔ لوگوں کو غلام بنا کر رکھتا تھا، ظلم و بربریت کا ایک بازار گرم تھا اور فحاشی و عریانی اپنے عروج پر تھے۔ غرض وہ معاشرتی استحصال کا ایک بڑا نمائندہ تھا۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِیَعًا یَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ یُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَیَسْتَحْیٖ نِسَآءَهُمْ ط اِنَّهٗ کَانَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ. (القصص:٤)

’’بے شک فرعون زمین میں سرکش و متکبّر (یعنی آمرِ مطلق) ہوگیا تھا اور اس نے اپنے (ملک کے) باشندوں کو (مختلف) فرقوں (اور گروہوں) میں بانٹ دیا تھا اس نے ان میں سے ایک گروہ (یعنی بنی اسرائیل کے عوام) کو کمزور کردیا تھا کہ ان کے لڑکوں کو (ان کے مستقبل کی طاقت کچلنے کے لیے) ذبح کر ڈالتا اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا (تاکہ مردوں کے بغیر ان کی تعداد بڑھے اور ان میں اخلاقی بے راہ روی کا اضافہ ہو)، بے شک وہ فساد انگیز لوگوں میں سے تھا‘‘۔

جب بنی اسرائیل کے لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تو فرعون کے ظلم وستم میں بھی اضافہ ہوگیا اور اُس نے بھی بنو اسرائیل کو ایمان لانے کی پاداش میں اس طرح سزا دی کہ

فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّکُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ اَیُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰی. (طه:٧١)

’’پس (اب) میں ضرور تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں الٹی سمتوں سے کاٹوں گا اور تمہیں ضرور کھجور کے تنوں میں سولی چڑھاؤں گا اور تم ضرور جان لوگے کہ ہم میں سے کون عذاب دینے میں زیادہ سخت اور زیادہ مدت تک باقی رہنے والا ہے‘‘۔

حتی کہ اُس نے موسیٰ علیہ السلام کو بھی اپنے استحصال کا نشانہ بنایا اور کہنے لگا:

لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰـهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّکَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ. (الشعراء:٢٩)

’’(فرعون نے) کہا: (اے موسیٰ!) اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تم کو ضرور (گرفتار کرکے) قیدیوں میں شامل کر دوں گا‘‘۔

دوسرے مقام پر ہے کہ

وَقَالَ فِرۡعَوۡنُ ذَرُوۡنِیۡۤ اَقۡتُلۡ مُوۡسٰی وَلۡیَدۡعُ رَبَّهٗ ج اِنِّیۡۤ اَخَافُ اَنۡ یُّبَدِّلَ دِیۡنَکُمۡ اَوۡ اَنۡ یُّظۡهِرَ فِی الۡاَرۡضِ الۡفَسَادَ. (المومن:٢٦)

’’اور (اپنی سرکشی اور ظلم و استبداد سے بے شعور فرعون بولا: مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کر دوں اور اسے چاہیے کہ اپنے رب کو بلا لے۔ مجھے خوف ہے کہ وہ تمہارا دین بدل دے گا یا ملک (مصر) میں فساد پھیلا دے گا‘‘۔

الغرض وہ جابرانہ طرز حکومت کا قائل تھا اور مظلوم عوام کے حقوق سلب کئے ہوئے تھا۔ حتی کہ ان سے جینے کا حق بھی چھین چکا تھا۔ لوگوں کا مال اور جانیں تک اس سے محفوظ نہ تھیں، مائیں فرعون کے خوف سے اپنے بچوں کو چھپا دیا کرتی تھیں یہاں تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ان کو ایک صندوق میں ڈال کر پانی کے سپرد کردیا کہ کہیں یہ ظالم حکمران میرے فرزند کی جان نہ لے لیں۔

قرآن مجید نے فرعون کی صورت میں ہمارے سامنے مثال رکھی کہ اگر تم نے معاشرتی استحصال کو سمجھنا ہو تو فرعون کے دور حکومت کو دیکھو کہ

وَاَضَلَّ فِرۡعَوۡنُ قَوۡمَهٗ وَمَا هَدٰی.

’’اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کردیا اور انہیں سیدھے راستہ پر نہ لگایا‘‘۔ (طٰہٰ:٧٩)

پس فرعون جس طرح استحصال کیا کرتا تھا اسے معاشرتی استحصال کہتے ہیں۔

٢۔ سیاسی استحصال

اللہ رب العزت نے جب سیاسی استحصال کو واضح فرمانا چاہا تو نمرود کی مثال کے ذریعے بیان فرمایا کہ یہ شخص خدائی کا دعوی کرتے ہوئے سیاسی استحصال کرتا تھا اور اگر کوئی اس کے سامنے علمِ حق بلند کرتا تو چاہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کیوں نہ تھے وہ انہیں بھی آگ میں پھینکوا دیتا۔

قَالُوۡا حَرِّقُوۡهُ وَانۡصُرُوۡۤا اٰلِهَتَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ فٰعِلِیۡنَ.

’’وہ بولے: اس کو جلا دو اور اپنے (تباہ حال) معبودوں کی مدد کرو اگر تم (کچھ) کرنے والے ہو‘‘۔ (الانبیاء:٦٨)

گویا جب سیاسی استحصال، سیاسی حقوق کے سلب ہونے، سیاسی میدان میں قتل و غارت، ظلم و بربریت اور زوال کی بات ہوئی تو قرآن مجید نے ہمارے سامنے نمرود کی بات کردی اور اسے سیاسی استحصال کے نمائندہ کے طور پر ذکر فرمایا۔

٣۔ معاشی استحصال

استحصال کی تیسری قسم معاشی استحصال ہے۔ جس کا نمائندہ قرآن مجید نے قارون کو قرار دیا۔ جس نے خزانوں کا انبار لگا رکھا تھا۔ غریب غربت میں پِستا چلا جارہا تھا مگر اس کے خزانے بڑھتے چلے جاتے تھے۔ اس کے دور میں غریب کا دم گھٹتا رہتا تھا مگر قارون کے خزانے کی چابیاں اونٹوں پر لادھی جاتی تھیں۔ اس کے خزانے بڑھتے چلے جارہے تھے مگر ہر گھر میں موت رقص کررہی تھی۔ جب معاشی استحصال کی بات آئی تو قرآن مجید نے اس معاشی استحصال کا نمائندہ قارون کی شکل میں ہمارے سامنے رکھا۔

استحصالی نظام کے خلاف صدائے انقلاب

جب بھی کسی معاشرے کے زوال کو پرکھنا، اس معاشرے کے استحصال کو سمجھنا اور وہاں پائے جانے والے ظلم و بربریت کو جاننا ہو تو اس کی پرکھ درج ذیل تین پیمانوں پر ہوا کرتی ہے:

۱۔ کیا اس معاشرے میں سیاسی حقوق میسر ہیں؟

۲۔ کیا اس معاشرے میں معاشرتی حقوق میسر ہیں؟

۳۔ کیا اس معاشرے میں معاشی حقوق میسر ہیں؟

اگر ہم جاننا چاہیں کہ خدا کی نظر میں کون سا معاشرہ ظالم معاشرہ ہے تو جان لیں کہ وہاں پر یہ تینوں استحصال پائے جاتے ہوں گے۔ وہاں پر لوگوں کا معاشی، معاشرتی، اور سیاسی استحصال ہورہا ہوگا یعنی لوگوں کو معاشرتی، معاشی اور سیاسی حقوق میسر نہ ہوں گے۔

ان تین درجوں کا استحصال جہاں بھی نظر آئے تو قرآن مجید کی رُو سے یہ ظالم معاشرہ ہے۔ ایسے حالات میں کیا لائحہ عمل اختیار کرنا ہے؟ اس کی رہنمائی ہمیں انبیاء کرام علیہم السلام کی جدوجہد سے حاصل ہوتی ہے کہ انہوں نے اپنے اپنے ادوار میں پائے جانے والے استحصال کے خلاف عملی جدوجہد کرتے ہوئے ہر استحصال کا سدِّ باب فرمایا اور استحصالی قوتوں سے اقتدار چھینتے ہوئے غریب اور پسی ہوئی عوام کو اُن کے حقوق بہم پہنچائے۔ ارشاد فرمایا:

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ قف وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ. فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ج وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ج وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ج وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ج وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ. (العنکبوت:۳۹،۴۰)

’’اور (ہم نے) قارون اور فرعون اور ہامان کو (بھی ہلاک کیا) اور بے شک موسیٰ (علیہ السلام) ان کے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے تھے تو انہوں نے ملک میں غرور و سرکشی کی اور وہ (ہماری گرفت سے) آگے بڑھ جانے والے نہ تھےo سو ہم نے (ان میں سے) ہر ایک کو اس کے گناہ کے باعث پکڑ لیا، اور ان میں سے وہ (طبقہ بھی) تھا جس پر ہم نے پتھر برسانے والی آندھی بھیجی اوران میں سے وہ (طبقہ بھی) تھا جسے دہشت ناک آواز نے آ پکڑا اور ان میں سے وہ (طبقہ بھی) تھا جسے ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں سے (ایک) وہ (طبقہ بھی) تھا جسے ہم نے غرق کر دیا اور ہرگز ایسا نہ تھا کہ اللہ ان پر ظلم کرے بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے‘‘۔

اس استحصال کے سدِّ باب اور اس کی جگہ کمزور لوگوں کے پیشوا بنادیئے جانے کو اس طرح واضح فرمایا:

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ. وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِىَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ. (القصص:۵،۶)

’’اور ہم چاہتے تھے کہ ہم ایسے لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں (حقوق اور آزادی سے محرومی اور ظلم و استحصال کے باعث) کمزور کردیے گئے تھے اور انہیں (مظلوم قوم کے) رہبر و پیشوا بنا دیں اور انہیں (ملکی تخت کا) وارث بنادیں۔ اور ہم انہیں ملک میں حکومت و اقتدار بخشیں اور فرعون اور ہامان اور ان دونوں کی فوجوں کو وہ (انقلاب) دکھادیں جس سے وہ ڈرا کرتے تھے‘‘۔

جب فرعون نے معاشرتی اور قارون نے معاشی استحصال کا بازار گرم کررکھا تھا تو خدا نے اپنے برگزیدہ بندے اور پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ جاؤ اور علم انقلاب اور صدائے انقلاب بلند کرو۔

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى. (طٰہٰ:۲۴)

’’تم فرعون کے پاس جاؤ وہ (نافرمانی و سرکشی میں) حد سے بڑھ گیا ہے‘‘۔

یعنی اس کو چیلنج کرو اور بنی اسرائیل کی مظلوم قوم کو اس کے شکنجے سے نجات دلاؤ۔

وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ. (الشعراء:۱۰)

''اور (وہ واقعہ یاد کیجیے) جب آپ کے رب نے موسیٰ (علیہ السلام) کو ندا دی کہ تم ظالموں کی قوم کے پاس جاؤ''۔

اسی طرح جب نمرود نے ظلم و بربریت اور سیاسی استحصال کا بازار گرم کر رکھا تھا تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اسی انقلاب کا حکم دیا کہ اے ابراہیم علیہ السلام جاؤ اور صدائے انقلاب دو، لوگوں کو اس استحصال سے نجات دلا کر ظالموں کے اقتدار کا خاتمہ کرو اور میری مخلوق کو ان استحصالی عناصر سے نجات دلاؤ۔

الغرض جب جب استحصال نے سر اٹھایا تب تب اس استحصال کا خاتمہ کرنے والے لوگ منظر پر آتے چلے گئے۔حتی کہ تاجدار کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا زمانہ آیا۔

آپ ﷺ نے مخلوق کو ایک نئی راہ دکھائی، ہر ہر طبقے کو ان کے حقوق عطا کئے۔ ایک نئی روشنی سے ایک نئے عالم نے جنم لیا،ظلم و جہالت کا خاتمہ ہوا۔ پہلی قوموں پر جس بھی قسم کا استحصال مسلط ہوتا اللہ تعالیٰ اس کے جواب کے لئے اپنا ایک نبی ان میں مبعوث فرمادیتا۔ جب تاجدار کائنات ﷺ کا زمانہ آیا تو آپ ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں بھی ابوجہل، ابولہب، امیہ بن خلف اور سرداران مکہ کی صورت میں استحصالی طاقتیں موجود تھیں، ان استحصالی قوتوں نے مشن مصطفوی کے راستے میں ہر طرح کی رکاوٹیں کھڑی کیں،ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے مگر آقا علیہ السلام اور آپ کے جانثاران کے قدم صبرو استقامت سے جمے رہے۔ دوسرے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے آقا علیہ السلام کے دور میں کسی استحصالی طاقت کو جرأت نہ دی کہ آپ ﷺ کے دیئے گئے نظام کو چیلنج کر سکے۔

مگر دوسری طرف یہ بات بھی پوری کرنا تھی کہ ہر دور میں ایک استحصال تھا تو ایک نبی اس استحصال کو چیلنج کرتا تھا۔ پس جب انبیاء کے سلطان آئے تو انکے دور کے چیلنجز کو پچھلے ادوار سے بڑھ کر ہونا تھا۔ لہذا گذشتہ تمام ادوار بڑھ کر چیلنج نواسۂ رسول، جگر گوشہ بتول سیدنا امام عالی مقام امام حسینؓ کے دورمبارک میں آپؓ کو پیش آیا اور آپؓ نے اس کا کماحقہ جواب دیا۔ اسی لئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کہتے ہیں کہ شہادتِ حسینؓ اصل میں سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کا ہی ایک باب ہے۔ آیئے! امام حسینؓ کو درپیش چیلنج کا جائزہ لیتے ہیں۔ کہ اس چیلنج کی کیا نوعیت تھی جس سے نبرد آزما ہونے کے بعد دین اسلام جواز اول تا قبل از کربلا، محمدی ﷺ تھا مگر کربلا کے بعد اسلام قیامت تک حسینی قرار پایا۔

صدا حسینؓ کی گونجے گی رہبر بن کر

یزید کے دور میں معاشی استحصال، معاشرتی استحصال اور سیاسی استحصال، تینوں جمع ہوگئے اور اپنی انتہاء کو پہنچ گئے۔

☆ یزید ۶۰ ہجری کو صحابہ کرامؓ سے جبراً بیعت لے کر حکومت پر قابض ہوا۔

☆ ۶۱ ہجری کو امام حسینؑ کو شہید کروایا۔

☆ ۶۲ ہجری میں مدینہ منورہ کے باسیوں کو قتل کروایا بلکہ اس نے اپنے لشکر کے لئے مدینہ منورہ کو تین دن کے لئے مباح قرار دیا کہ وہ اس مدت میں جو چاہیں کرتے پھریں۔ اس میں لوٹ مار اور قتل و غارت گری اور عورتوں کے ساتھ زیادتی کو حلال قرار دیا۔

☆ ۶۳ ہجری کو مکہ مکرمہ میں حضرت ابن زبیر اور ان کے ساتھیوں کے محاصرہ پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ کعبہ معظّمہ پر منجنیق سے سنگ باری کروائی اور اسے منہدم کروایا۔

جبکہ حکومت پر قابض ہونے سے پہلے کھیل کود، بے حیائی، لذت و تفریح میں مشغول اور شراب پینے میں مشہور تھا مسلمانوں کے لئے اسکی حکومت سخت وبال اور انتہائی ناپسندیدہ ومکروہ تھی۔

علامہ شمس الدین ذہبی اپنی کتاب تاریخ الاسلام میں نقل فرماتے ہیں کہ باقی برائیوں کے ساتھ ساتھ یزید کے دور میں امت مسلمہ کے اندر جتنا سیاسی انتشار بڑھا اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس استحصال کی ابتداء اس نے سیدنا امام حسینؓ کی شہادت سے کی اور بعد ازاں بھی اس نے کسی ایسے شخص کو گوارا نہ کیا جو اس کے سیاسی نظام کو چیلنج کرنے کے لئے اٹھا۔

اسی طرح امام ابن حجر المکی الہیتمیؒ اپنی کتاب الصواعق المحرقہ میں فرماتے ہیں کہ یزید کے دور میں فقط سیاسی استحصال ہی نہیں بلکہ مذہبی و معاشرتی استحصال بھی اپنی عروج پر تھا۔ وہ ایک شرابی، بدکار، گناہگار اور دین دشمن شخص تھا۔ اس کے دور میں حرم مکہ میں نمازیں بھی معطل ہوگئیں، کعبۃ اللہ کے غلاف کو آگ بھی لگی۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کو تین دنوں کے لئے اس کی فوجوں کے لئے حلال بھی کیا گیا۔ وہ شہر جس کی حرمت کا تذکرہ قرآن نے کیا تھا، اس کی حرمت کو اس کے دور میں پامال بھی کیا گیا۔ یہ سب مذہبی اور معاشرتی استحصال کی علامت تھی کہ اس نے معاشرتی استحصال کو بھی اپنے دور میں عروج پر پہنچادیا۔

اسی طرح اس کے دور میں معاشی استحصال نے بھی اپنی انتہاء کو چھوا۔ تاریخ کی کتب میں آتا ہے کہ اس کے دور میں جتنی کرپشن و مالی خیانت وجود میں آئی اسلام کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

الغرض قرآن مجید میں فرعون، نمرود اور قارون کی شکل میں جس معاشرتی، سیاسی اور معاشی استحصال کی بات ہے، دورِ یزید میں یہ تینوں استحصال جمع تھے۔ یہاں دشمن زیادہ طاقتور تھا اس لئے کہ یہاں پر تینوں استحصال ایک جگہ پر جمع تھے۔ اب کوئی ایسی ذات چاہئے تھی کہ جو ان تینوں محاذوں پر جنگ کرسکے، ایک نگاہ سے ان کا محاسبہ کرسکے۔ لہذا نواسۂ رسول ﷺ سے بڑھ کر خدا کی نگاہ میں کوئی نہ جچا اور حضرت امام حسینؓ کو اللہ تعالیٰ نے ان تینوں استحصال کو خاتمہ کرنے کے لئے چن لیا۔ اس طرح سیرتِ مصطفیٰ ﷺ میں جملہ استحصال کے خلاف جنگ کا باب شہادتِ امام حسینؓ اور واقعہ کربلا کی صورت میں مکمل ہوا۔ امام حسینؓ نے صدائے انقلاب دی اور یزید کے ان تینوں استحصال کا خاتمہ کردیا۔ وہ تین نمائندے جو تین استحصال لے کر چلے تھے، وہ جمع ہوکر یزید بن گئے اور پھر ان تین استحصال کے مقابلے کی طاقت جمع ہوئی تو امام حسینؑ بن گئے اور انہوں نے اس استحصال کا جرأت و بلند حوصلگی سے مقابلہ کیا۔

بیداریٔ شعور کی ضرورت

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ. وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ. لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ. (القدر:۱۔۳)

’’بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں اتارا ہے۔ اور آپ کیا سمجھے ہیں (کہ) شبِ قدر کیا ہے۔ شبِ قدر (فضیلت و برکت اور اَجر وثواب میں) ہزار مہینوں سے بہتر ہے‘‘۔

حضرت یوسف بن سعد سے روایت ہے کہ جب امام حسنؓ، حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں دستبردار ہوگئے تو مدینۃ المنورہ کا ایک شخص آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا اے امام! یہ آپ نے کیا کردیا حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں دستبردار ہوگئے۔ آپ نے فرمایا:

اللہ تم پر رحم کرے زیادہ غصہ نہ دکھاؤ۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ آپ ﷺ کے بعد بنو امیہ منبر رسول پر بیٹھی ہوئی ہے یعنی آپ ﷺ کے بعد بنو امیہ کی سلطانی کا دور شروع ہورہا ہے۔

(ترمذی، السنن، باب ومن سورۃ القدر، ۵:۴۴۴، رقم:۳۳۵۰)

اس کا تذکرہ ایک اور حدیث مبارکہ میں بھی ہے کہ آپ ﷺ نے خواب میں منبر رسول پر بنو امیہ کے اوباش نوجوانوں کو بندروں کی طرح ناچتے دیکھا۔

(ابویعلیٰ، المسند، ۱۱: ۳۴۸، الرقم: ۶۴۶۱)

یعنی آقا علیہ السلام کو یہ خواب دکھایا گیا کہ بنو امیہ کا استحصالی دور شروع ہونے والا ہے، آپ کی امت پر ایک کڑا وقت آنے والا ہے، مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹنے والے ہیں، ظلم و بربریت کا بازار بنوامیہ کی حکمرانی کی صورت میں شروع ہونے والا ہے۔ اس شے نے تاجدار کائنات ﷺ کو دکھی کردیا کہ میری امت کا اب معاشی، سیاسی اور معاشرتی استحصال بھی ہوگا۔ یہ بات آپ ﷺ کے قلب اطہر پر نہایت گراں گزری۔ حضرت امام حسنؓ فرماتے ہیں کہ

اللہ رب العزت نے آپؐ کی اس کیفیت کو دیکھ کر ''انا اعطینك الکوثر'' کی آیت آپ کے قلب اطہر پر نازل فرمادی کہ اے حبیب مکرم ﷺ آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں۔ آپ کے لئے تو ہم نے خیرِ کثیر مقرر فرما رکھی ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے سورۃ القدر کی آیتیں تاجدار کائنات کے قلب اطہر پر نازل فرمائیں تو پریشانیاں آپ ﷺ کے قلب اطہر سے ختم ہوگئیں۔

سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس پر حضور ﷺ کی پریشانی ختم ہوجاتی ہے۔ اس بات کا باہمی تعلق کیا ہے؟

مفسرین لکھتے ہیں کہ ''بنو امیہ کا استحصالی دور ہزار مہینوں یعنی 83 سال پر محیط تھا''۔ اب آیئے سمجھتے ہیں کہ کس بات نے تاجدار کائنات ﷺ کے قلب اطہر سے پریشانی دور کردی۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے درحقیقت ان ہزار مہینوں کا ذکر کرنے کے ساتھ ایک ایسی رات کا بھی ذکر کردیا جو ظلم کے ہزار مہینوں کے مقابلے میں تھی اور یہ لیلۃ القدر ہے۔ اس رات کی فضیلت یہ ہے کہ اس رات خدا نے قرآن کی صورت میں دستورِ انقلاب اتارا ہے۔ قرآن میں کیا ہے؟ یہ ہمیں حقوق سکھاتا ہے۔۔۔ اس نے خبر دی ہے کہ اگر کوئی معاشرہ ظلم کے خلاف کھڑا نہ ہو تو خدا تقدیر نہیں بدلتا۔۔۔ اس نے بتایا ہے کہ مظلوم کا حق کیا ہے۔۔۔؟ اس نے خبر دی ہے کہ ظالم حکمرانوں کا مقابلہ کیسے کیا جاتا ہے اور ایک اچھے معاشرے کی بنیاد کیسے رکھی جاتی ہے۔۔۔؟ اس نے خبر دی ہے کہ صحیح قیادت کیا ہے اور انقلاب کیسے لایا جاتا ہے۔۔۔؟ قرآن نے خبر دی ہے کہ مظلوم، عورتوں، بچوں، بوڑھوں کے حقوق کیا ہیں۔۔۔؟ قرآن نے خبر دی ہے کہ خدا، مصطفیٰ ﷺ اور دین مبین کے حقوق کیا ہیں۔۔۔؟ قرآن نے خبر دی ہے کہ جب ظلم کا دور ایک ہزار مہینوں تک لمبا ہوجائے تو اسکا تختہ الٹتے کیسے ہیں۔۔۔؟ اس رات اللہ تعالیٰ نے صحیفۂ انقلاب اتارا اور کہا ہر وہ رات جس رات تمہیں اپنے حقوق سمجھ آجائیں، جس رات تمہیں صحیفۂ انقلاب کا مضمون سمجھ آجائے، جس رات تمہارا شعور بیدار ہوجائے، وہ رات ہزار ظلم کی راتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تنہا ہی کافی ہے کیونکہ وہ ایک رات جس میں شعور بیدار ہوجائے تو پھر کوئی ظالم و جابر مسند اقتدار پر برقرار نہیں رہ سکتا۔

تاجدار کائنات کو اللہ رب العزت نے پیغام دیا کہ اے محبوب ﷺ آپ اپنی نگاہ اس طویل ظلم کے دور پر نہ ڈالیں، میں نے صحیفہ انقلاب اتار کر ایک ایسا موقع بھی عطا کر رکھا ہے کہ جس کے ذریعے میں آپ ﷺ کی امت میں شعور بار بار پیدا کرتا رہوں گا۔ چاہے ظلم کے مہینوں کی راتوں کا عدد ایک ہزار مہینوں سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو، وہ فقط ایک رات ہی کافی ہوگی جس رات آپ کی امت کا شعور بیدار ہوجائے۔ پھر فرمایا:

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ. (القدر: ۴)

''اس (رات) میں فرشتے اور روح الامین (جبرائیل) اپنے رب کے حکم سے (خیر و برکت کے) ہر امر کے ساتھ اترتے ہیں''۔

تفاسیر تو اس کی کئی ہوں گی لیکن انقلاب کے لئے جو سمجھ آئی ہے وہ یہ ہے کہ جب انقلاب کی خاطر شعور بیدار کرلو گے، ہزار مہینوں پر محیط دورِ ظلمت کے خاتمہ کے لئے نکل پڑو گے تو اللہ تعالیٰ، روح الامین کی قیادت میں سلامتی دے کر فرشتوں کو تمہارے بازو مضبوط کرنے کی خاطر دنیا میں نازل فرمائے گا اور پھر وہ ہمارے دست و بازو بن کر انقلاب کی کوشش میں ہمارے ساتھ شریک ہوں گے۔ فرشتوں کی یہ معاونت منزل کے حصول تک حاصل رہے گی۔ ارشاد فرمایا:

حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ.

مطلع الفجر سے مراد طلوعِ فجرِ انقلاب ہے جو سراسر سلامتی، امن اور سکون کا پیام ہے۔

پس ظلم کی راتیں اگر ایک ہزار مہینوں پر بھی محیط ہوں تب بھی انقلاب لانے کے لئے ایک وہ رات ہی کافی ہے، جس میں صحیفۂ انقلاب اور فلسفۂ انقلاب کو سمجھا گیا۔ لہٰذا ہر ایک اپنی استطاعت کے مطابق محنت و کوشش کرے۔ ہماری قیادت بھی عظیم ہے اور ورکر بھی عظیم ہیں۔ نہ ہماری قیادت کی کوئی نظیر ہے نہ اس قیادت کے عظیم ورکر کی کوئی نظیر ہے۔ اسی طرح ہمارا مشن بھی بے نظیر ہے۔ مشن کو آگے بڑھاتے جائیں تاوقتیکہ ہم اپنی منزل کو حاصل کرلیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے تاکہ ہم اپنے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں۔

گوشہ درود (رپورٹ: صاحبزادہ محمد افتخار الحسن۔ منتظم گوشہ درود)

امت مسلمہ کا حضور نبی کریم ﷺ سے تعلق غلامی وحبی مضبوط و مستحکم کرنے اور نسبتِ محمدی ﷺ کو مزید پختہ کرنے کے لئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے مرکز منہاج القرآن پر دسمبر 2005ء میں گوشہ درود قائم کیا جہاں فرض نماز کے اوقات کے علاوہ 24 گھنٹے درود وسلام اور قرآن مجید کی تلاوت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ مرکزی گوشہ درود اور اس کے تحت چلنے والے حلقات درود وفکر کے ذریعے ماہ فروری 2015 میں 4 ارب 61 کروڑ 67 لاکھ 14 ہزار 843 مرتبہ درود پاک پڑھا گیا اور ماہانہ مجلس ختم الصلوۃ علی النبی ﷺ منعقدہ 5 مارچ 2015 بمقام صفہ ہال کو آقا کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ اب تک 98 ارب 32 کروڑ 96 لاکھ 87 ہزار 803 مرتبہ درود پاک حضور تاجدار کائنات ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا ہے۔ ماہ فروری 2015ء میں جو خوش نصیب گوشہ نشین ہوئے ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

ارسلان ارشد (فیصل آباد)، ارسلان وارث (سیالکوٹ)، احمد علی (گجرات)، سید مظہر حسین شاہ (راولپنڈی)، نور محمد (بہاولنگر)، محمد رضوان (خانیوال)، محمد یونس (چنیوٹ)، غلام سرور قادری (جہلم)، انور خان جدون (ایبٹ آباد)، محمد ارشد (مانسہرہ)، اخلاق احمد قادری (خانیوال)، مسعود عنصر (سرگودھا)، محمد عباس (وہاڑی)، آصف ارشد (لاہور)، محمد اکبر (شیخوپورہ)، خالد محمود (جہلم)، محمد اعجاز بٹ (گجرات)، محمد یسین (فیصل آباد)، حسیب اقبال (سیالکوٹ)، نعمان اشرف (سیالکوٹ)، سید غلام مجتبیٰ بخاری (لاہور)، محمد طاہر محی الدین (ساہیوال)، چوہدری محمد اعجاز (لاہور)، محمد نصیر عادل (اٹک)، غلام شبیر (چکوال)، مظفر حسین دیوانہ (خانیوال)، محمد نذیر اعوان (چکوال)، سید شہباز الحسن (لیہ)، عبدالمناف (جہلم)، سید صداقت علی (گوجرانوالہ)، محمد ظفر (بہاولنگر)، حاجی محمد انور (لاہور)، غلام حسین (لاہور)، محمد عصمت اللہ قادری (جہلم)، رئیس احمد خان (ملتان)، توصیف اخلاق (سدھنوتی آزاد کشمیر)، علی حسن (اوکاڑہ)، شاہ محمد قادری (لاہور)، محمد سلیم اختر (چکوال)، محمد سعید (راولپنڈی)، عبدالرزاق (لاہور)، حاجی محمد صدیق (لاہور)، محمد اصغر (گوجرانوالہ)

نوٹ: گوشہ درود میں گوشہ نشینی کے لئے آنے کے خواہشمند احباب درج ذیل نمبرز پر رابطہ کرسکتے ہیں:

☆ صاحبزادہ محمد افتخار (منتظم گوشہ درود) 0321-4282300 ☆ سید مشرف علی شاہ (سربراہ گوشہ درود) 0334-2624263

☆ علامہ محمد لطیف مدنی (کوآرڈینیٹر) 0300-4210023 آفس نمبر 042-35179463

جمہوریت کے تقاضے

واضح سوچ — مثبت پروگرام — مخلص قیادت

ایس ایچ صدیقی

اس وقت پوری قوم ایک عجیب کیفیت سے دوچار ہے۔ فکری لحاظ سے وہ سخت انتشار میں مبتلا ہے اور عملی لحاظ سے وہ گروہ در گروہ تقسیم ہوچکی ہے۔ اسے اپنے نصب العین کا واضح شعور حاصل ہے نہ اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق۔ وہ ہوا کے تند جھونکوں کے ساتھ ساتھ لحہ بہ لحہ اپنا رخ بدلتے رہنے پر مجبور نظر آتی ہے۔ اس کی آزادی، اس کی عصمت، اس کا ضمیر سب کچھ اس کے ’’قائدین‘‘ کے ہاتھوں غیر محفوظ ہے اور اس کے اندر حالات کا مقابلہ کرنے کی سکت تک باقی نہیں رہی ہے۔

یہ قوم امید و بیہم کے عالم میں کسی ایسے واقعہ کی منتظر نظر آتی ہے جو اسے اس مایوسی کی حالت سے نجات دلائے اور حالات کا مقابلہ کرنے بلکہ ان پر قابو پانے کا داعیہ پیدا کر سکے۔

ایسی صورت حال کسی بھی قوم کے مستقبل کے لئے خوش آئند نہیں ہوسکتی اور اس حالت میں سے نکلے بغیر کوئی بھی قوم ترقی و خوشحالی تو کجا اپنی بقا کی ضمانت بھی حاصل نہیں کرسکتی۔ اس لئے ہمارے لئے ناگزیر ہوگیا ہے کہ ہم سب سے پہلے اپنے آپ کو اس تباہی و بربادی سے بچانے کی کوئی سبیل کریں جس کی طرف قوم کے ’’لیڈر‘‘ اسے تیز رفتاری سے لئے جارہے ہیں۔

یہ بدیہی امر ہے کہ ہم اس وقت جس سنگین صورت حال سے دوچار ہیں اس میں سے نکلنے کے لئے ہمیں صحیح اور واضح سوچ، مثبت پروگرام اور مخلص قیادت کی ضرورت ہے۔ انہیں تین چیزوں کی کمی نے پاکستانی قوم کے مسائل کو الجھایا ہے اور انہی کی فراہمی قوم کو درپیش خطرات سے محفوظ کرسکتی ہے۔

جس بات نے قوم کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے وہ ہمارے اکثر سیاست دانوں کا خودغرضانہ اور مفاد پرستانہ طرزعمل ہے جو وہ عوامی مفاد کے بارے میں اختیار کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے ذاتی مقاصد اور مخصوص مفادات کے لئے کام کیا۔ اسلام اور جمہوریت کے نعروں کو انہوں نے عوام کو محض دھوکہ دینے اور ان کا استحصال کرنے کے لئے استعمال کیا۔ وہ انہیں یہی تاثر دیتے رہے کہ ان کے پیش نظر عوامی فلاح و بہبود ہی ہے۔

اب اس کا علاج اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ ایک ایسی قیادت سامنے آئے جو اپنے وعدوں میں سچی ہو۔۔۔ جس کے قول اور عمل میں تضاد نہ ہو۔۔۔ جو ذاتی اغراض کو اجتماعی مفاد پر ترجیح نہ دیتی ہو۔۔۔ جسے اپنے نصب العین کا واضح شعور حاصل ہو۔۔۔ جو مختلف دلفریب نعروں کو محض اپنی مخصوص اغراض کے حصول کے لئے استعمال نہ کرے۔۔۔ جو ملک کے مسائل کا اپنے پاس واضح حل رکھتی ہو۔۔۔ جو زبانی جمع خرچ سے آگے بڑھ کر

ایک عادلانہ معاشرہ قائم کرنے کے لئے جان و مال کی بازی لگادینے پر آمادہ ہو۔

یہ کون نہیں جانتا کہ ہمارے موجودہ حکمران ان اوصاف سے عاری ہیں۔ اس لئے اس کا حل اس کے سوا اور کیا ہے کہ قوم کی کشتی کو بھنور سے نکالنے کے لئے ایسے افراد سامنے آئیں جو خودغرضی اور مفاد پرستی کی آلائشوں سے پاک ہوں اور جو اجتماعی مفاد اور معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے اپنی جان و مال اور صلاحیتوں کی قربانی دینے پر آمادہ ہوں نیز جمہوریت کے نام پر آمرانہ طرزِ حکومت کو ہمیشہ کے لئے ختم کرکے صحیح اور حقیقی جمہوری اور انسانی تصور کو جنم دیں۔

واضح اور مثبت سوچ کی ضرورت

یہ بات ذہن نشین رہے کہ واضح سوچ کے بغیر قوم کی صحیح رہنمائی ممکن نہیں ہے؟ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کے بعد پاکستان کے کسی لیڈر نے بھی ایسی عملی سوچ کا مظاہرہ نہیں کیا ہے جو آزادی حاصل ہونے کے بعد قوم کو ایک بہترین نظام حکومت اور مثالی معاشرہ کے قیام میں مدد دیتی۔ ان نام نہاد حکمرانوں پر بھروسہ کرنے کے بجائے ہمیں نوجوانوں، طالب علموں، مزدوروں، کسانوں، غریب عوام اور ذرائع و وسائل رکھنے والے انسان دوست افراد کی مدد سے خود اپنے طور پر فطرت کے محکم اصولوں کی بنیاد پر اور نئے حالات اور وقت کے تقاضوں کی روشنی میں سوچنا ہوگا اور اس سوچ کی بنیاد پر اپنے حال اور مستقبل کے لئے راہیں تجویز کرنا ہوں گی۔

قیام پاکستان کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہاں سیاسی قوت یا دوسرے الفاظ میں معاشرے کو تشکیل دینے کا اختیار، ایسے افراد کے ہاتھ میں محفوظ رہا جن کا تعلق عوام سے قطعاً نہ تھا بلکہ اس خاص طبقے سے تھا جنہیں انگریزوں کی غلامی کے دور میں سرکاری ملازمتوں میں خصوصی مراعات حاصل رہیں یا پھر جن کا اس سرسبز و شاداب سرزمین کے بیشتر حصے پر مالکانہ تسلط رہا۔ چند خاندانوں سے تعلق رکھنے والے سیاسی عمائدین (Political Elite) درحقیقت مذہبی زعما (Religous Elite) کے تعاون سے پاکستان کے عوام پر حکومت کرتے رہے۔ ان کے عہد حکومت میں ایک طرف عوام کی غربت و افلاس میں اضافہ ہوا اور دوسری طرف گنتی کے اجارہ دار افراد کے ہاتھوں میں ملک کے بیشتر ذرائع و وسائل آتے چلے گئے۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہی نکلا کہ معاشرہ متحارب گروہوں اور طبقوں میں بٹ گیا جو ایک دوسرے کے دشمن اور خون کے پیاسے بنتے چلے گئے۔ محبت اور باہمی تعاون کے بجائے نفرت و حقارت اور عدم تعاون کے جذبوں نے معاشرے کو اندر ہی اندر سے کھوکھلا کردیا اور نوبت اب یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ قوم کی اکثریت اپنے مسائل کے بارے میں بے بس اور انہیں حل کرنے کے اختیار سے محروم ہوچکی ہے۔

یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ عام طور پر عوام کے ذہنوں میں چند اجارہ دار سیاسی لیڈروں کی مسلسل کوششوں سے یہ بات بٹھادی گئی ہے کہ عوام صرف ووٹ دینے کا حق رکھتی ہیں، عملی سیاست میں حصہ لینے کا حق صرف چند سیاسی گھرانوں اور شخصیات ہی کو حاصل ہے کیونکہ وہی سیاست کے نشیب و فراز اور ضرورتوں سے واقف ہیں۔

اب اگر ہمیں ان روح فرسا حالات کو بدلنا ہے اور معاشرے کی تعمیر حق و انصاف کی بنیادوں پر کرنی ہے تو یہ تبھی ممکن ہے کہ ہم اجارہ دار سیاست دانوں کے چکر میں سے نکل کر حقیقی معنوں میں جمہوریت اور عوام کے حقوق کی بحالی کے لئے کوشش کریں۔ اس فرسودہ سیاسی و انتخابی نظام سے چھٹکارا اور اس کی جگہ حقیقی جمہوری نظام اس وقت تک وجود میں نہیں آسکتا جب تک ہم خود میدان عمل میں نکلتے ہوئے اس مقصد کے حصول کے لئے جدوجہد کا آغاز نہ کردیں۔ اسی صورت یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ عوام کی قسمت بدلے گی اور پاکستان حقیقی جمہوریت اور امن و ترقی

سے ہمکنار ہوسکے گا۔ پاکستان کے اجارہ دار طبقوں نے نوبت یہاں تک پہنچادی ہے کہ 1971ء میں پہلے یہ ملک دولخت ہوا اور اب دہشت گردی و انتہاء پسندی کے خاتمہ کے لئے موثر اور فیصلہ کن اقدامات نہ کرنے کہ وجہ سے ملکی بقاء خطرہ میں ہے۔ پاکستان کا مستقبل اس کے بغیر محفوظ ہوتا نظر نہیں آتا کہ سیاسی قوت کو سیاسی اجارہ داروں کے ہاتھوں سے چھین کر حقیقی معنوں میں عوام کے نمائندوں کے ہاتھوں میں دے دیا جائے۔ اس لئے ہمیں آئندہ اس بات کی بھرپور کوشش کرنا ہوگی کہ عوامی شعور کو بیدار کرکے ہر طبقہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کو مضبوط اور صحت مند بنیادوں پر منظّم کریں اور انہیں ہر طرح کی تحریص و تخریب کی آلہ کار قوتوں سے بچاتے ہوئے عدل و انصاف پر مبنی معاشرے کے قیام کے لئے ایک انقلابی قوت بنایا جائے۔ پاکستان نہ صرف وسائل کے اعتبار سے بلکہ افرادی قوت و قابلیت کے اعتبار سے بھی بے پناہ صلاحیتوں کا حامل ہے۔ لہذا اگر ہم اپنے آپ کو ان اجارہ دار حکمرانوں کے اثر سے آزاد کرلیں تو باہمی تعاون سے قوم کے افراد اپنے ملک اور قوم کے لئے مفید خدمات انجام دے سکتے ہیں۔

پاکستان کے عوام 67 سالوں کی جھوٹ اور نفرت پر مبنی سیاست کے بوجھ تلے دبے رہنے کے بعد اب یہ بات سمجھنے لگے ہیں کہ صحیح بات کون سی ہے اور غلط بات کون سی۔ وہ یہ دیکھ رہے ہیں کہ سابقہ متعدد ناخوشگوار تجربوں کے بعد بھی اب اگر وہ جھوٹ اور نفرت کی سیاست کو ترک نہیں کردیں گے تو جو آگ دوسروں کے گھروں کو لپیٹ میں لے چکی ہے وہ خود ان کے اپنے گھر کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔ وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ جھوٹ اور نفرت پر مبنی سیاست کون سے عناصر کررہے ہیں اور کن مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے کررہے ہیں۔ وہ یہ جان چکے ہیں کہ اس گندی سیاست کو جاری رکھنے کے لئے وہ استحصالی طبقے ایڑی چوٹی کا زور لگارہے ہیں جو قیام پاکستان سے قبل ہی سے جاگیرداروں اور سامراج کے آلہ کار کے طور پر محض اپنے مذموم مفادات کو تحفظ دینے کے لئے اسلام اور جمہوریت کے ناموں کو استعمال کرتے رہتے ہیں اور جو فی الحقیقت اسلامی تعلیمات کے حقیقی تقاضوں سے بغاوت کئے ہوئے ہیں۔ وہ حکمرانوں کے اس مستقل رویئے کو مزید گوارا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ جو بھی ان کے ووٹوں سے برسراقتدار آیا اس نے اپنے اس اقتدار کو مختلف حیلوں بہانوں سے دائمی بنانے اور عوام کے اقتدار اعلیٰ کو غصب کرنے کی کوشش کی اور ان کوششوں میں قوم کے سالہا سال ضائع کردیئے۔ اب عوام کے لئے یہ فیصلہ کرنا ناگزیر ہوچکا ہے کہ اس ملک میں آئندہ ایسے واضح جمہوری خطوط وضع کریں کہ جنہیں بدلنے اور مسخ کرنے کی کسی کو بھی جرات نہ ہوسکے اور عوام کی مرضی پر کوئی بھی جماعت یا فرد اپنی مرضی مسلط نہ کرسکے۔ اس مقصد عظیم کو حاصل کرنے کے لئے جو بھی جتنی قربانی دے گا وہ اسی قدر خوش نصیب ہوگا۔

اچھی قیادت، مضبوط قوم

اس وقت پاکستان کی سیاست میں جو عام میلان پایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ محدود اور غیر منصفانہ الیکشنوں کے ذریعے استحصالی طبقات سے تعلق رکھنے والے مالدار اور بااثر افراد کو (بظاہر عوام کے ووٹوں سے) حکومتی اختیار دلایا جائے اور استحصال زدہ عوام کو یہ باور کرایا جاتا رہے کہ یہی وہ جمہوریت ہے جس کے ذریعے ان کے مسائل حل کئے جاسکتے ہیں۔ یہ کھیل قیام پاکستان کے تھوڑے ہی عرصہ بعد سے اب تک بڑی کامیابی کے ساتھ کھیلا جاتا رہا ہے۔ اس سیاسی کھیل میں جو پتے استعمال کئے جاتے رہے ہیں وہ ''نظریہ پاکستان'' ''جمہوریت'' ''اسلامی نظام'' اور ''ملکی سلامتی'' کے ہیں۔ حقیقت کے اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو (جیسا کہ پاکستان کی 67 سالہ تاریخ سے ثابت ہوچکا ہے) یہ کھیل کھیلنے والے ملک

اور قوم کے خیر خواہ نہیں ہیں اور انہوں نے ملک و قوم کو ذاتی مفادات کی خاطر سخت نقصان پہنچایا ہے۔ یہ اس ملک میں نہ تو جمہوریت لانا چاہتے ہیں، نہ یہ اسلامی نظام کے بارے میں کوئی واضح تصور رکھتے ہیں اور نہ ہی ملکی سلامتی کا تحفظ ان کے بس کی بات ہے۔ یہ تو محض اپنے مفادات کا تحفظ چاہتے ہیں چاہے ملک کے عوام کا کتنا ہی نقصان کیوں نہ ہوجائے۔ پے درپے حادثات و سانحات کے باوجود ہمارے سیاسی لیڈروں کی سیاست کے ڈھنگ اور حکمرانوں کے طرزِ عمل میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ ان عناصر کو اپنا مذموم کھیل کھیلنے کی اسی طرح آزادی حاصل رہی تو خدانخواستہ یہ ملک کسی اور بڑے حادثہ کا شکار ہوجائے۔

کسی بھی قوم کے لیڈر اسے بناتے ہیں یا بگاڑتے ہیں۔ لیڈر اچھے ہوں تو قوم مضبوط ہوتی ہے اور ترقی کرتی ہے وہ اگر برے ہوں تو قوم کمزور ہوجاتی ہے اور تنزلی کی جانب سفر کرنے لگتی ہے۔ پاکستانی قوم کی یہ بدقسمتی ہے کہ معمار پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کی رحلت کے بعد سے اسے اب تک بہت کم ایسے لیڈر میسر آئے ہیں جنہوں نے اس امر کی کوشش کی ہے کہ قوم کے پسماندہ اور مظلوم غریب عوام کو ذلت آمیز زندگی سے نجات دلاکر خوشحال اور باوقار بنایا جائے۔ وہ ایسا کرتے بھی کیوں؟ ان کا تعلق تو بیشتر ان اجارہ دار طبقوں اور عناصر سے تھا جن کا وجود عوام کے استحصال کا مرہون منت تھا اور قیام پاکستان سے قبل برطانوی سامراج نے اپنے قائم کردہ استحصالی نظام میں اپنی مطلب براری کے لئے انہیں عوام پر مسلط کرکے سیاہ و سفید کا مالک بنادیا تھا۔ستم بالائے ستم یہ کہ نظام انتخابات کو جو کسی بھی آزاد مملکت میں بسنے والی قوم کے لئے ترقی کی منزلیں طے کرنے کا پہلا زینہ ہوا کرتا ہے، پاکستان کے حکمرانوں نے پس پشت ڈال دیا اور چند حکمران خاندان آپس کی ملی بھگت سے اور نوکر شاہی کے ساتھ گٹھ جوڑ کرکے، عوام کی گردنوں پر سوار ہوگئے اور ان کے لئے نئی نئی مشکلات پیدا کرتے چلے گئے اور خود اپنے لئے وسائل دولت سمیٹتے رہے۔

انہوں نے عوام میں تعلیم عام نہیں ہونے دی، انہیں تنگیٔ روزگار اور جاہلانہ رسم و رواج میں الجھائے رکھا اور عوامی شعور کو کند کرنے اور غیر جمہوری رویوں کو فروغ دینے کے لئے ہر حربہ استعمال کیا۔ یہی سب کچھ اس بات کا سبب بنا کہ ملکی معاملات کو چلانے کے تجربہ سے تہی دامن حکمرانوں نے ایک طرف غیر جمہوری اقدامات کے ذریعے، لامتناہی سیاسی، معاشی، معاشرتی مسائل کھڑے کردیئے اور دوسری طرف عالمی سطح کا وژن نہ رکھنے کی وجہ سے عالمی طاقتوں کے ساتھ ملکی و قومی مفادات کے مطابق معاملات چلانے کے بجائے اپنی غلامانہ روش کی بنا پر پاکستانی قوم کے لئے سخت مشکلات پیدا کردیں۔

ان تمام نتائج کی ذمہ داری سیاسی لیڈروں پر عائد ہوتی ہے۔ پاکستان کی تاریخ کے ابتدائی چار پانچ سال چھوڑ کر، جو لٹے پٹے مہاجرین کو آباد کرنے اور ایک نئے ملک کو درپیش سنگین مسائل کو سلجھانے میں صرف ہوئے، باقی برسوں میں مختلف اوقات میں جمہوریت کے حق میں چلنے والی متعدد سیاسی تحریکوں کے دوران سیاسی لیڈروں کو کئی بیش بہا مواقع میسر آتے رہے جن سے فائدہ اٹھا کر وہ درپیش مسائل اور ان کے حل کے طریقوں سے قوم کو آگاہ کرکے اور اسے اعتماد میں لے کر عوام کی سیاسی تربیت کرسکتے تھے اور ان میں مرکزی اور صوبائی سطحوں پر دوسری اور تیسری سطح کی منجھی ہوئی سیاسی قیادت تیار کرکے ان کی مدد سے وہ سامراج کے پیچھے چھوڑے ہوئے استحصالی انتظامی و معاشی ڈھانچے کو تبدیل کرنے میں کامیاب ہوسکتے تھے۔لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ وہ ایسا کرتے بھی کیوں۔ اس سے تو ان کے اپنے مفاد پر زد پڑتی تھی۔ وہ جمہوریت کے مزاج سے واقفیت نہ رکھتے تھے۔ ان کی سیاسی تربیت ہی ایسے ماحول میں ہوئی تھی جہاں وہ اپنے

آپ کو عوام کے سامنے جوابدہ نہ سمجھتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ عوام ان کا محاسبہ کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔ ان لیڈروں کا وجود چونکہ جمہوری الیکشن کے عمل کا محتاج نہیں تھا بلکہ زیادہ تر جوڑ توڑ یا بیرونی طاقتوں کی حمایت کے ذریعے حاصل کردہ آمرانہ تسلط کی بنا پر ایوان اقتدار میں براجمان سربراہان مملکت کے قرب وعنایات کی وجہ سے تھا اس لئے وہ اس کی چنداں ضرورت ہی محسوس نہ کرتے تھے کہ ملک کے عوام کو بھی اعتماد میں لیں اور انہیں اپنا شریک سفر بنائیں۔

چنانچہ ہمارے لئے اس کے سوا کوئی دوسرا باعزت اور پروقار راستہ نہیں ہے کہ ہم سب مل کر بے بہا قربانیوں کے ذریعے حاصل کردہ اپنے اس ملک میں جمہوریت کو مستحکم کرنے کے لئے مخلصانہ کوششیں کریں اور اس راہ میں ایڑی چوٹی کا زور لگادیں۔ اسی میں ہماری اپنی ذات کی، قوم کی اور ملک عزیز کی بھلائی اور سلامتی مضمر ہے۔

جمہوریت کے تقاضے

اب ہم اس بات پر غور کریں گے کہ سیاسی عمل اور جمہوریت کے حقیقی تقاضے کیا ہیں اور انہیں کس طرح پورا کیا جاسکتا ہے؟ عوام کی حقیقی ضرورتیں کیا ہیں جنہیں پورا کرنا سیاسی لیڈروں کی ذمہ داری ہے؟ ہمارے ملک کے اصل مسائل کیا ہیں جن کی طرف سیاسی لیڈروں کو متوجہ ہونا چاہئے؟ وہ کون سی خصوصیات ہیں جو ایک سیاسی لیڈر میں ہونی چاہئیں جن کے بغیر وہ قائد کہلائے جانے کا مستحق نہیں ہے؟

پاکستانی قوم کو کم ہی ایسے لیڈر میسر آئے ہیں جنہوں نے قوم کے پس ماندہ اور مظلوم طبقوں کو ذلت آمیز زندگی سے نکال کر خوشحال اور باوقار بنانے کے لئے اپنے آپ کو وقف کیا ہو۔ اس صورتحال کی وجہ یہ ہے کہ ہماری سیاسی قیادت زیادہ تر جاگیرداروں کے ہاتھوں میں رہی اور انہوں نے برطانوی استعماری مقاصد کے تحت وضع کردہ نوکر شاہی اور عوام کو علم کی دولت سے محروم کرنے اور انہیں بالائی طبقوں کے معاشی جبر پر راضی رکھنے والوں سے گٹھ جوڑ کرکے نچلے محروم طبقوں کو تنگی روزگار اور جاہلانہ رسم و رواج میں جکڑ دیا اور ان میں آزادی کی امنگ اور ظلم و جبر کے خلاف بغاوت کے فطری جذبات کو اور ترقی کرنے کی خواہش کو کچل کر رکھ دیا۔ انہوں نے عوام میں سرے سے اس تصور ہی کو ختم کردیا کہ اس ملک پر حکمرانی اور قوم کی ضروریات کی فراہمی کا حق دراصل اس اکثریت کا ہے جسے عرف عام میں عوام کہا جاتا ہے۔

عوام کی اس حکمرانی کو نافذ العمل کرنے کا واحد ذریعہ ایک ایسا باضابطہ آئین ہوا کرتا ہے جو ان کے اس حق کا نہ صرف باقاعدہ اعلان کرے بلکہ اس کے تحفظ کا بھی پورا پورا بندوبست کرے اور اسے ممکن بنانے کے لئے مرحلہ وار لائحہ عمل طے کرے۔ یہ اجارہ دار طبقہ جو پاکستان بنتے ہی اختیار حکمرانی پر قابض ہوگیا تھا عوام کو اقتدار کی منتقلی کے لئے ہرگز رضا مند نہ ہوسکتا تھا۔ چنانچہ اس نے 1973ء تک پورے چھبیس سال ''عوام کے حق میں'' ملک کا آئین نہ بننے دیا اور جب بالآخر 1973ء کے آئین کی صورت میں ایک متفقہ دستور بنا بھی تو عوام کے حقِ حکمرانی کے خلاف گھناؤنی سازش کے ذریعے ملک کے جاگیردار طبقے نے عوام کی بنیادی آزادیاں سلب کرکے انہیں بدترین معاشی و سماجی استحصال کا نشانہ بنایا تاکہ ان کی قوت کو کمزور اور منتشر کرکے اجارہ دار طاقتوں کا مقابلہ کرنے کے قابل نہ رہنے دیا جائے۔

یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ جب تک موجودہ نظام حکومت و سیاست مندرجہ بالا عناصر کے رحم وکرم پر قائم ہے اس وقت تک عوام کی بہتری، قوم کی سربلندی اور ملک کی ترقی وخوشحالی کے لئے موثر کارکردگی ممکن نہیں ہے چاہے ہم اس کے لئے نجی اور سرکاری سطح پر کتنے ہی منصوبے بنائیں

اور نیک خواہشات کے کیسے ہی انبار لگائیں۔ یہ سارے کام صرف اس صورت میں ہوسکتے ہیں جبکہ نہ صرف سیاسی سطح پر جمہوریت اپنی حقیقی شکل میں قائم ہو بلکہ جمہوری کلچر کے طور پر قوم کی سوچ کا حصہ بن جائے اور اکثر لوگ اپنے روزمرہ کے معاملات (خواہ وہ خاندانی امور ہوں یا کاروباری و انتظامی) کو باہمی مشورے سے نمٹانے کے عادی نہ ہوجائیں۔ گویا قومی اور حکومتی سطح پر جمہوریت کو اس طرح اپنائے بغیر مثبت پیش رفت نہیں ہوسکتی۔

ایک اور بات جو ہمیں ہمہ وقت اپنے ذہن میں رکھنی چاہیئے یہ ہے کہ ہمارے ملک کے جاگیردار ہوں، صنعت کار ہوں، تاجر ہوں، سول و فوجی بیوروکریسی ہو یا مذہبی پیشوا سب کے سب ہماری قوم کا حصہ ہیں اور ان سب کا مفاد فی الحقیقت قوم کے مفاد سے وابستہ ہے۔ اگر یہ تمام عناصر اپنے ذاتی اور گروہی مفادات کو کسی طرح محدود کرسکیں یا ان پر قابو پاسکیں اور عوام کے مفاد کو ترجیح دے سکیں تو اس اصول کی عملی تعبیر دیکھنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی کہ ''اکثریت کی بہتری ہی میں اقلیت کی بہتری ہوا کرتی ہے''۔ اس لئے یہ بات ہم سب کے سوچنے کی ہے کہ آخر کب تک اور کس حد تک، ہم ملک کے حالات کو بگڑتے دیکھتے چلے جائیں گے؟ انہیں بہتر بنانے کے لئے اپنے کردار کا آغاز ہم کب کریں گے؟

اجتماعی نظم کی ضرورت

ملک کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی حالات کو بہتر بنانے اور قوم کو ترقی کی راہوں پر لے چلنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم سب سے پہلے اپنی سمت سفر کو درست کریں اور یہاں کے سیاسی عمل کو جمہوری خطوط پر استوار کریں اور قومی تعمیر کے جذبے سے سرشار اور خدا وخلق کے سامنے جوابدہی کے احساس سے معمور ہوکر قوم و ملک کی خدمت پر کمربستہ ہوجائیں۔ یہ خدمت بے سوچے سمجھے اور غیر منظّم انداز میں اور متلون مزاجی سے انجام نہیں دی جاسکتی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ افراد اپنے آپ کو اجتماعی ہئیت کی شکل دیں اور اپنے آپ کو باقاعدہ منظّم کریں۔

افراد قوم کو اس امر کی جانب بھی متوجہ ہونا ہوگا کہ وہ اپنے انفرادی مفاد کے ساتھ ساتھ اجتماعی مفادات کے لئے بھی اپنے وقت اور مال کی قربانی دیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سیاسی پارٹیوں کی بیشتر قیادت قوم و ملک کی ترقی اور سلامتی کے تقاضوں سے عاری ہے۔ وہ اقتدار کے حصول کی کشمکش میں باہم دست و گریباں ہے۔ جو دھڑا بھی برسراقتدار آتا ہے وہ بیس، پچیس سال تک برسر اقتدار رہنے کا ارادہ رکھتا ہے اور اپنی مرضی سے کرسی اقتدار چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہ ملک کی پولیس اور عدالتی نظام کو جو دراصل عوام کی مشکلات میں کمی اور ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے ریاستی مشینری کا حصہ ہوتے ہیں، اپنے مخالفین اور حزب اختلاف کی پارٹیوں کے ارکان پر جبروتشدد کرنے اور ان پر جھوٹے مقدمات قائم کرکے ان کی زندگی اجیرن کردینے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

اگر ان سے کہا جائے کہ ملک کے حالات اس قدر خراب ہوچکے ہیں کہ حکومت اور اپوزیشن کے تصور کو پانچ دس سال کے لئے خیر باد کہہ کر ایک ''قومی حکومت'' قائم کی جانی چاہیئے جو قوم کے تمام عناصر کو آپس میں جوڑ کر، ہنگامی بنیادوں پر، قوم و ملک کو موجودہ انتہائی پیچیدہ حالات میں سے نکال کر سلامتی کے راستے پر چلاسکے تو وہ کہیں گے کہ ہم تو ابھی ابھی عوام سے حکمرانی کا بھرپور اختیار (Clear mandate) لے کر آئے ہیں اس لئے ہمیں تو بلاشرکت غیرے حکومت کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ انہیں کون سمجھائے کہ جس دلدل میں ملک پھنس چکا ہے اس میں سے کوئی بھی سیاسی پارٹی اسے اکیلے نہیں نکال سکتی خواہ وہ اسمبلیوں کی سوفیصد نشستیں بھی حاصل کرلے۔ انہیں کون بتائے کہ حالات کا تقاضا یہی ہے کہ پوری قوم

جنگی حالات میں مقابلہ کی تیاری کے طرز پر (War-footing on) موجودہ ناگفتہ بہ حالات میں سے اپنے آپ کو نکالنے کے لئے کمربستہ ہوجائے۔ قومی سطح پر جدوجہد کے ذریعے اس سیاسی و انتخابی نظام کی اصلاح وتطہیر اور حالات کو ایک حد تک درست کرلینے کے بعد ازسرنو جعل سازی سے پاک انتخابات کا انعقاد کرکے بہتر حالات میں جمہوری عمل کو آگے بڑھایا جاسکتا ہے۔

اگر ہمیں اپنے ملک سے محبت اور اپنی قوم سے لگاؤ ہے۔ اگر ہم میں ملک کی خیرخواہی کا جذبہ ہے، ملک و قوم کی ترقی وخوشحالی سے دلچسپی ہے، اپنے اور اپنے اہل و عیال کے مستقبل کا لحاظ ہے اور اگر ہم اپنے سماج کو انسانی بھائی چارا، امن، پیارومحبت اور روحانی بالیدگی کی بنیاد پر قائم کرنا چاہتے ہیں اور ایک دوسرے کی بھلائی کے لئے جینا چاہتے ہیں تو ہمیں سب سے پہلے اپنے ملک کے انتخابی نظام کو درست کرنے کے لئے اپنی پوری توانائیاں صرف کرنی ہوں گی۔ مندرجہ بالا خطوط پر انتخابی نظام کو درست کئے بغیر کوئی بھی الیکشن عوام کے حق میں مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کرسکے گا۔ ہمیں اپنے آپ کو ان تمام اجارہ دارقوتوں سے جوعوام کا خون چوس رہی ہیں آزاد کرانا ہوگا اور ان سے حکومت کرنے کا اختیار حاصل کرکے اس کے اصل حقداروں یعنی ملک کے باصلاحیت، حوصلہ مند اور باوقار عوام کی طرف منتقل کرنا ہوگا۔ جو کوئی اس جدوجہد میں آگے بڑھ کر اپنی قربانی پیش کرے گا وہ کامیاب وکامران ہوگا اور جو اس سے جی چرائے گا اور دور بھاگے گا وہ خسارے اور نامرادی کا سزاوار ٹھہرے گا۔ کامیابی اور ناکامی دونوں اپنی اپنی جگہ ہمارے فیصلے کی منتظر ہیں۔

حرفِ آخر!

کسی بھی ملک کی ترقی و استحکام اور اس کے باشندوں کی صلاحیتوں کے نشوونما کے لئے ضروری ہے کہ انہیں جمہوریت اور امن وسکون کی فضا میسر آئے۔ جمہوری قیادت، جمہوری اداروں اورجمہوری عمل کے بغیر عامۃ الناس کبھی سکھ کا سانس نہیں لے سکتے۔ جمہوریت کے بغیر معاشی، سیاسی، سماجی، تہذیبی، اخلاقی اور روحانی کسی بھی لحاظ سے انسان کے لئے ترقی کرنا، اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا اور آگے بڑھنا ناممکن ہوجاتا ہے۔

پاکستان کے قیام کا جواز صرف اسی صورت میں تھا جبکہ اس ملک میں پاکستانی قوم کی تعمیر حقیقی جمہوری بنیادوں پر کی جاتی اور جمہوری اصولوں پر چلتے ہوئے اس نظریہ کوعمل کے میدان میں یہاں کی معاشرتی زندگی، یہاں کے اداروں اور حکومتی نظام میں جاری و ساری کرنے کی کوشش کی جاتی، جسے بنیاد بناکر اور جس کے بلند و بانگ دعوے کرکے اتنا بڑا تاریخی اقدام کیا گیا تھا۔ لیکن یہ کسے معلوم نہیں کہ قائداعظمؒ کے بعد یہاں پر قائم ہونے والی تمام حکومتوں نے اس بنیادی وعدے کو پورا کرنے کے بجائے (جو قیام پاکستان کا جواز تھا) یہاں کی معیشت اور سیاست میں اجارہ داریوں کوفروغ دیا، عوام کے بنیادی حقوق اور ایک ایک کرکے تمام آزادیوں کو سلب کیا، غربت و افلاس میں اضافہ کیا، ملک کو عالمی سامراج کی جھولی میں ڈال دیا اور اس ملک کی ننانوے فی صد آبادی کو ایک فی صدی جاگیرداروں اور عالمی سامراجی طاقتوں کی آلہ کار سیاسی و معاشی اجارہ داریوں کے ملک دشمن مفادات کا غلام بناکر رکھ دیا۔

ملک کے اندرونی حالات کا جائزہ لیا جائے تو رشوت ستانی میں روز افزوں اضافہ، ملک کی کارکردگی میں افسوس ناک حدتک کمی، ملک کے نوجوانوں میں بیروزگاری کا مہیب سایہ، معاشرے میں بدامنی، لوٹ مار اور قتل و غارت گری کے واقعات میں خطرناک حد تک اضافہ، صحت، تعلیم، شہری سہولتوں اور ٹرانسپورٹ کے شعبوں میں شدید انحطاط، دیہات میں کسانوں اور چھوٹے زمینداروں کے حقوق کی عدم ادائیگی اور ان کی پیداوار میں کمی، ملک کی

صنعتی ترقی میں تجارت کے شعبہ میں ذخیرہ اندوزی، چور بازاری، سمگلنگ وغیرہ کی لعنتوں میں روز بروز اضافہ، غیر ترقیاتی کاموں پر بے جا اخراجات، ترقیاتی کاموں سے مجرمانہ صرف نظر، مثبت سیاسی اور سماجی سرگرمیوں کو منظّم کرنے نیز جمہوری اداروں اور سیاسی عمل کو مستحکم کرنے میں افسوس ناک غفلت اور قومی آزادی و وقار کے منافی خارجہ پالیسی، وہ چند امور ہیں جن کی طرف فوری توجہ دے کر انہیں درست کرنے کی ضرورت ہے۔

لیکن ان امور کو صرف اس صورت میں درست کیا جاسکتا ہے جبکہ ہم بحثیت قوم اور ہمارے سیاسی لیڈر بحثیت رہنماءِ قوم، اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کا احساس کریں اور ذاتی، گروہی و جماعتی مفادات سے بالاتر ہوکر قومی مفاد کو پیش نظر رکھیں۔ ہمارے سیاسی لیڈر شعوری و غیر شعوری طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ جو چاہیں کریں اور جس طرح چاہیں قوم کی قسمت سے کھیلیں، انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ وہ کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ہیں، نہ پارٹی کارکنوں کے سامنے اور نہ عوام کے روبرو۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر طرح کے جوڑ توڑ اور سودے بازی کو اور ناجائز الاٹ منٹوں اور پرمٹوں کو انتہائی ڈھٹائی سے سیاست کا حصہ سمجھنے لگے ہیں اور ان کاموں کے کرنے میں کسی قسم کی شرمندگی محسوس نہیں کرتے۔ قوم کی طرف سے ان کے محاسبہ کے لئے کسی موثر نظام کی عدم موجودگی ہی نے دراصل ہمارے لیڈروں کو لاپرواہ اور بے خوف بنایا ہے اور ہمیں اس حال تک پہنچایا ہے کہ ہم اپنے آپ کو حالات کے سامنے بے بس پاتے ہیں اور گوناگوں مشکلات و مصائب کا شکار ہیں۔

اگر ہم اپنے مستقبل کو محفوظ اور تابناک بنانا چاہتے ہیں تو پاکستان کے عوام کو، خصوصاً باشعور سیاسی کارکنوں کو، آگے بڑھ کر اپنا کردار ادا کرنا ہوگا اور خاموش تماشائی بنے رہنے کا اپنا اب تک کا کردار ترک کرنا ہوگا۔ حالات اب اس خطرناک حد تک پہنچ چکے ہیں کہ ہم اپنے موجودہ حکمرانوں اور موجود سیاسی قیادت پر اندھا اعتماد نہیں کرسکتے۔ ہم انہیں اس بات کی مزید اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ من مانے طریقے سے ہم پر برے حالات مسلط کرتے رہیں اور سیاست کو ایک سنجیدہ عمل اور عبادت کا درجہ دینے کے بجائے محض کھیل سمجھ کر اس سے کھیلتے رہیں۔

اظہار تعزیت: گذشتہ ماہ پیر طریقت سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیر باروشریف محترم خواجہ فقیر محمد باروی (لیہ)، محترم محمد ریاض آہیر منہاجین سیشن 1998ء (لاہور) ہارٹ اٹیک سے وفات پاگئے، محترم علامہ محمد اصغر منہاجین سیشن 2000ء (کراچی) کی والدہ، پیر طریقت محترم محمد فاروق اعظم صابری (سابقہ نائب صدر تحریک منہاج القرآن سرگودھا) کے بہنوئی چوہدری اعجاز احمد، محترم فوجی محمد طاہر المعروف منہاج سرمے والے (صفدر آباد، شیخوپورہ) کی بیٹی شمائلہ اور بہنیں رشیدہ طیبہ، اور مجیدہ طاہر، محترم محمد الیاس ڈوگر کے سسر (لاہور)، محترم محمد قاسم مصطفوی (پھالیہ، منڈی بہاؤالدین)، محترمہ پروفیسر مسز سلمٰی ناز (منہاج یونیورسٹی) کی نانی جان (فیصل آباد)، محترم ملک محمد مشتاق (مریدکے) کی اہلیہ، محترم شیخ محمد فیاض (مریدکے) کے سسر، محترم عبدالغفار (مریدکے) کی ہمشیرہ، محترم ذکراللہ زاہد ندیم ورک (مریدکے) کی والدہ، محترم شیخ محمد اشفاق (مریدکے) کی بہن، محترم شیخ مقصود احمد (مریدکے) کی اہلیہ، محترمہ سیدہ نصرت افضال (مریدکے)، محترم افتخار احمد اعوان سیفی اور محترم امتیاز احمد اعوان سیفی کی والدہ (واہ کینٹ)، محترم محمد شعیب سیفی (واہ کنٹ) کی والدہ اور محترم میاں اللہ دتہ (مریدکے) کے داماد قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی بخشش و مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

اسلام اور جدید سائنس

حکیم محمد طارق محمود چغتائی

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام ہماری راہنمائی کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج 1400 سال گذر جانے کے باوجود پیغمبر اسلام کی تعلیمات نہ صرف مسلمانوں بلکہ ہر انسانی معاشرے کے لئے مشعل راہ ہیں۔ جدید سائنس بھی ان تعلیمات سے متاثر ہے اور یہ کہنے پر مجبور ہوگئی ہے کہ انسانی وجود کی سلامتی اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے ہی ممکن ہے۔ ذیل میں معمولات زندگی کے حوالے سے حضور نبی اکرم ﷺ کے فرامین کے متعلق چند سائنسی اعترافات اور فوائد کا تذکرہ پیش کیا جارہا ہے۔

اچھے نام کے اثرات

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے متعدد فرامین میں بچوں کے اچھے نام رکھنے کی طرف متوجہ کیا۔ ارشاد فرمایا:

لوگو تم قیامت میں اپنے اور باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے پس تم اپنا نام اچھا رکھا کرو۔ (ابوداؤد)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: جس نام میں عبدیت اور خدا کی تعریف کا ظہور ہوتا ہے وہ نام اللہ کو بہت پیارا ہے۔ (بخاری)

حضرت ابووہیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم پیغمبروں کے نام پر نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پیارا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے اور سب سے سچا نام حارث اور ہمام ہے۔ (ابوداؤد، نسائی)

جدید سائنس نے اچھے ناموں کو پسند کیا ہے۔ ان کی پسند دراصل ناموں کے الفاظ اور پھر ان کے اثرات کی وجہ سے ہے۔ پیراسائیکالوجی کے ماہر پروفیسر پیرل ماسٹر نے اپنی حالیہ تحقیق میں انکشاف کیا ہے کہ

نام زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں حتی کہ نام کے الفاظ کا ترجمہ بھی اپنے فوائد اور اثرات بدل دیتا ہے۔ پروفیسر کے مطابق ''میں نے ''رحیم'' اور ''پرویز'' کا موازنہ کیا تو ''رحیم'' سے سبز اور سفید روشنی نکلتی ہوئی نظر آئی اور ''پرویز'' سے سیاہ اور نسواری رنگ کی روشنی مترشح ہورہی تھی۔

یہی کیفیت تعویذ کے فوائد اور اس کے الفاظ کی ہے۔ طاقت دراصل الفاظ میں ہے، چاہے وہ نام کی شکل میں ہو یا وہی نام تعویذ کی شکل میں ہو۔

اعمال، ناموں کو مبارک یا بد بنادیتے ہیں۔ فرعون، نمرود یا یزید کچھ الفاظ کا مجموعہ ہے لیکن ان کی تاریک لہریں سننے والے کے اندر نفرت اور ظلمت پیدا کردیتی ہیں اور عجیب وغریب اثرات پیدا ہوتے ہیں۔

میرے پاس ایک صاحب علاج کی غرض سے آئے۔ گفتگو کے دوران انہوں نے اپنا ذاتی واقعہ بیان کیا کہ میرے گدھے کے پیٹ کے قریب گہرا زخم ہوگیا، بہت

علاج کرائے لیکن افاقہ نہ ہوا۔ حتی کہ اس میں کیڑے پڑگئے۔ ایک صاحب نے اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا گدھا تندرست ہوجائے، کیڑے ختم ہوجائیں اور زخم مندمل ہوجائے تو تین پکے سود خوروں کے نام کاغذ پر لکھ کر گدھے کے گلے میں باندھ دو۔ پہلے تو مجھے حیرانگی ہوئی کہ اس سے کیا ہوگا لیکن اس کے اصرار پر میں نے اپنے علاقے کے تین سود خوروں کے نام کاغذ پر لکھ کر گدھے کے گلے میں لٹکا دیئے۔ آپ حیران ہوں گے کہ صرف تین دن کے اندر اندر میرا گدھا ہر لحاظ سے تندرست ہوگیا، کیڑے مرگئے اور زخم بھر گئے۔

گویا بداعمالی انسان کو اتنا زہریلا بنادیتی ہے کہ اُس کا نام بھی مکروہ اور زہریلا ہوجاتا ہے۔ اسی بداعمالی کے سبب قرآن مجید کے مطابق انسان جانوروں سے بدتر ہوجاتا ہے۔ سود خوری نے ان کو اتنا مکروہ بنادیا کہ ان کا نام بھی زہرآلود ہوگیا۔ یہ اسی طرح ہے جیسے کینسر، ناسور، گلے سڑے زخموں کیلئے زہریلی ادویات، سپرے یا مرہم استعمال کرنے سے یہ بیماریاں ختم ہوجاتی ہیں۔

مغربی دانشوروں کا خیال ہے کہ انسان کے جسم سے مختلف رنگ کی شعاعیں نکلتی ہیں جو جسم کے اردگرد ایک ہالہ سا بناتی ہیں۔ یہ شعاعیں اورا کہلاتی ہیں۔ یہ شعاعیں ہر آدمی خارج کرتا ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد۔ فرق یہ ہے کہ نیک و بد کی شعاؤں کا رنگ حسب کردار مختلف ہوتا ہے۔ موت سے عین پہلے یہ اورا نیلگوں مائل بہ سیاہی ہوجاتا ہے۔ ایک نظریہ یہ ہے کہ ہر انسان اپنے اعمال کے مطابق ایک ماحول اپنے اردگرد بنالیتا ہے۔ بدکار کا ماحول دیوار کی طرح سخت ہوتا ہے جس سے نہ کوئی فریاد یا دعا باہر جاسکتی ہے اور نہ کا سمک ورلڈ کے عمدہ اثرات اندر آسکتے ہیں۔ ایسا آدمی خفیہ طاقتوں کی امداد سے محروم ہوجاتا ہے۔ ممکن ہے کہ قرآن حکیم کے ''حجاب، غشاوہ (پردہ) ستر (دیوار) اور غلف (غلاف) سے مراد یہی ماحول ہو''، ڈاکٹر کرنگٹن کا خیال یہ ہے کہ

''اورا وہ غیر مرئی مقناطیسی روشنی ہے جو انسانی جسم سے خارج ہوتی ہے۔ یہ یا تو دوسروں کو اپنی طرف کھینچتی ہے، یا پرے دھکیل دیتی ہے''۔

اس قسم کی شعاعوں سے انکار ناممکن ہے کیونکہ بعض افراد کی طرف کھنچنا اور بعض سے دور بھاگنا ہمارا روزانہ کا تجربہ ہے۔ یہ شعاعیں جسم خاکی اور جسم لطیف دونوں سے خارج ہوتی ہیں۔ نیک کردار لوگ جسم لطیف کی شعاعوں سے دنیا کو کھینچتے ہیں اور دنیا عقیدت، ایمان اور تنظیم کے تحائف لے کر ان کے ہاں جاتی ہے۔ دوسری طرف جسمانی شعاعیں بعض سفلی جذبات میں تو ہیجان پیدا کرسکتی ہیں۔ لیکن اس سے زیادہ کچھ نہیں کرسکتیں۔

فلسفہ دعا وعبادات

دعا و عبادت کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے اس بات کو سمجھنا ضروری ہے کہ ماہرین روحانیات کے ہاں ہر حرف کا ایک خاص رنگ، اور اس میں ایک خاص طاقت ہوتی ہے۔ غیب بینوں نے حروف کو لکھ کر تیسری آنکھ سے دیکھا تو انہیں ''الف'' کا رنگ سرخ، ''ب'' کا نیلا، ''و'' کا سبز اور ''س'' کا رنگ زرد نظر آیا۔ پھر ان کے اثرات کا جائزہ لیا تو بعض الفاظ کے پڑھنے سے بیماریاں جاتی رہیں۔ بعض سے بچھو کے ڈنگ کی تکلیف غائب ہوگئی اور بعض سے سانپ تک پکڑ لئے گئے۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی روحانی قوت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ان کے کلمات میں حیرت انگیز طاقت پائی جاتی ہے، اتنی طاقت کہ ایک صاحب دل ان سے خطرناک امراض و آلام تک دور کرسکتا ہے۔

تعویذ کی طاقت کا راز بھی یہی ہے کہ

''ایک تعویذ یا ٹوٹکہ، جس میں کوئی زبردست مقناطیسی شخصیت کسی خاص مقصد کے لئے مقناطیسی طاقت بھردے، بہت مفید ثابت ہوتا ہے''۔

پادری لیڈبیٹر یورپ کے مشہور دانشور میں سے تھے۔ ان کی وفات غالباً 1935ء میں ہوئی۔ یہ جسم لطیف میں دور دور تک پرواز کرتے اور مخفی اشیاء کو دیکھ سکتے تھے، وہ اپنی کتاب The Masters and the path کے صفحہ 136 پر لکھتے ہیں کہ

''ہر لفظ ایتھر میں ایک خاص شکل اختیار کرلیتا ہے مثلاً لفظ ''نفرت'' اس قدر بھیانک صورت میں بدل جاتا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے یہ صورت دیکھ لی اور اس کے بعد مجھے یہ لفظ استعمال کرنے کی کبھی جرات نہ ہوئی۔ اس منظر سے مجھے انتہائی ذہنی کوفت ہوئی تھی''۔

اس کتاب میں یہ واقعہ بھی درج ہے کہ ایک محفل میں چند احباب گفتگو میں مصروف تھے اور میں ذرا دور بیٹھ کر ان کے اجسام لطیفہ کا مشاہدہ کررہا تھا۔ ایک نے کسی بات پر زور سے قہقہہ لگایا، ساتھ ہی کوئی پھبتی کس دی۔ اس کے اس عمل کے فوراً بعد اس کے جسم لطیف پر گہرے نسواری رنگ کا ایک ایسا جالا تن گیا، جسے دیکھ کر انتہائی کراہت پیدا ہوئی۔

الہامی الفاظ اور اسمائے الٰہی میں اتنی طاقت ہے کہ ان کے ورد سے ہماری پریشانیاں اور بیماریاں دور ہوجاتی ہیں۔ مسلمان اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ ان کے پاس اللہ کے ننانوے صفاتی نام مثلاً رحیم، کریم، غفور، خبیر وغیرہ موجود ہیں۔ جنہیں حسب حاجت پکارا جاسکتا ہے۔ الفاظ کی یہ طاقت اصل حروف میں ہوتی ہے۔ اگر کسی لفظ کا ترجمہ کردیا جائے تو وہ بات نہیں رہتی اور اثر بدل جاتا ہے۔ جو طاقت ''یارحیم'' میں ہے وہ ''یا مہربان'' میں نہیں۔ قوت کا جو خزانہ الہامی الفاظ اور حضور ﷺ کی تجویز کردہ دعاؤں میں ہے، وہ ہمارے الفاظ میں نہیں ہوسکتا۔

ہر لفظ ایک یونٹ یا ایٹم ہے جسے اندرونی جذبات کی بجلیاں چارج کرتی ہیں اور اس کے اثرات اس عالم خاکی اور عالمِ لطیف (کاسمک یا آسٹرل ورلڈ) دونوں میں نمودار ہوتے ہیں۔ اس کی ہلکی سی ایک مثال گالی ہے۔ گالی کسی تلوار یا توپ کا نام نہیں بلکہ یہ چند الفاظ کا مجموعہ ہے لیکن منہ سے نکلتے ہی مخاطب کے تن بدن میں آگ لگادیتی ہے۔ یہ آگ کہاں سے آتی ہے؟ الفاظ کے اس مجوعہ سے۔

اس کی ایک اور مثال وہ ''کراہ'' یا ''چیخ'' ہے، جو کسی دکھیا کے منہ سے نکل کر، تمام ماحول کو بے چین کردیتی ہے، یا وہ تقریر ہے جو کوئی آتش بیان جرنیل، بے ہمت فوج کے سامنے جھاڑتا ہے اور ہر سپاہی میں اس قدر آگ بھر دیتا ہے کہ وہ موت کے سیلابوں اور طوفانوں سے بھی نہیں بجھ سکتی۔

آرام/ نیند

اچھے ناموں کے اثرات کے بعد اب ہم آرام/ نیند کے طریقہ کار کے حوالے سے اسلام اور جدید سائنس کے تناظر میں بات کریں گے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں آرام کرنا یا سونا کس طرح ہمارے اوپر مثبت اثرات مرتب کرتا ہے، جن کی تصدیق آج جدید سائنس بھی کرتی ہوئی نظر آرہی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین میں سے کوئی آدمی بھی کبھی بھی بے خوابی کا شکار نہیں ہوا، اس کی وجہ حضور اقدس ﷺ کا وہ مبارک طریقہ ہے جس سے آپ ﷺ آرام فرماتے تھے۔ آیئے اس مبارک طریقہ کو میڈیکل اور سائنس کی رو سے دیکھیں کہ یہ طریقہ موجودہ انسانی زندگی کے لئے کس طرح مفید اور موثر ہے؟

دائیں کروٹ لیٹنا

حضور اقدس ﷺ دائیں جانب رو بقبلہ ہوکر آرام فرماتے تھے۔ دل بائیں طرف ہے اگر بائیں طرف لیٹیں تو دل کے امراض پیدا ہونے کا قوی خطرہ ہوتا ہے۔ کیونکہ بائیں کروٹ لیٹنے سے معدہ اور آنتوں کا بوجھ دل پر پڑتا ہے جس کی وجہ سے دوران خون اور دل کی حرکات

میں کمی پیدا ہوجاتی ہے۔ نیند کے بارے میں تجربات سے یہ چیز واضح ہوئی کہ جن مریضوں کو مسلسل دائیں کروٹ سلایا گیا وہ مریض بہت جلد صحت یاب ہوگئے اور جن مریضوں کو بائیں کروٹ سونے دیا گیا وہ مریض بے چین ہی رہے۔ جدید تحقیق سے یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ دائیں طرف سونا دل اور معدے کے امراض سے بچاتا ہے۔ حتی کہ بے ہوشی اور مسلسل بے ہوشی سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔

صاحب مدارج النبوۃ نے اس کی حکمت یہ نقل کی ہے کہ چونکہ بائیں جانب دل ہوتا ہے اگر اس کروٹ کے بل سویا جائے تو نیند بہت گہری آتی ہے۔ حتی کہ آدمی اپنے آپ سے بالکل بے خبر ہوجاتا ہے ہلکی آہٹ پر بھی آنکھ نہیں کھلتی، ظاہر ہے کہ ایسی نیند محمود نہیں۔ اگر دائیں کروٹ سویا جائے تو دل معلق رہتا ہے اور شدید گہری نیند نہیں آتی۔ یعنی ذرا سی آہٹ پر آنکھ کھل جاتی ہے۔ اس طرح خدانخواستہ کسی بھی ناگہانی صورت میں انسان اپنی اور اپنے اہل و عیال کی حفاظت کرسکتا ہے اور صبح کی نماز کے لئے آسانی سے آنکھ کھل جاتی ہے۔ اس لئے حضور ﷺ دوران سفر اگر صبح کے وقت کبھی آرام فرماتے تو دایاں بازو کی ہتھیلی پر سر رکھ کر آرام فرماتے تاکہ نیند زیادہ گہری نہ آئے اور نماز فجر قضا نہ ہوجائے۔

☆ اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے بغیر منڈیر کی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان جب نیند سے بیدار ہوتا ہے یا رات کو پیشاب وغیرہ کے لئے اٹھے اور اندھیرے میں پتہ نہ چلے اور آنکھیں نیند سے بوجھل ہورہی ہوں تو ایسی صورت میں بغیر منڈیر والی چھت سے گرنے کے امکانات بہت زیادہ ہیں۔ ایسی احتیاطیں اب جدید دنیا نے بہت زیادہ کی ہیں حالانکہ حضور اقدس ﷺ نے صدیوں پہلے فرمادیا تھا۔

اوندھے منہ لیٹنے کی ممانعت

حضور نبی اکرم ﷺ نے اوندھے منہ لیٹنے سے منع فرمایا ہے۔ اوندھے منہ لیٹنے سے تمام اعضاء ہضم اور اعضائے رئیسہ اوندھے اور بے ترتیب ہوجاتے ہیں۔ اس کا سب سے پہلا نقصان دماغ پر پڑتا ہے۔ دماغی لہریں اپنی ترتیب سے ہٹ کر دوسرا منفی رخ اختیار کرلیتی ہیں حالانکہ وہ مسلسل مثبت انداز سے انسان کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ جب یہ لہریں منفی آتی ہیں تو آدمی کو ڈراؤنے خواب آتے ہیں۔ حتی کہ ماہر نفسیات کے مطابق ایسے شخص کی زندگی کا رخ بھی اپنی ترتیب سے ہٹ جاتا ہے اور وہ الٹی سوچ کا حامل ہوجاتا ہے۔

زیادہ سونے کی ممانعت

اسی طرح احادیث میں زیادہ سونے سے منع فرمایا گیا ہے۔ زیادہ سونے سے بدن میں سستی اور کسل مندی پیدا ہوجاتی ہے جس سے جہاں دنیا کے کاموں میں حرج پڑتا ہے اور وہاں دین کو بھی سریع نقصان پہنچتا ہے۔

زیادہ سونے سے مرگی، اختناق الرحم یا ہسٹریا اور بے خوابی کی مرض میں اضافہ ہوتا ہے۔

زیادہ سونے سے آنکھوں کے امراض خاص طور پر پپوٹوں کی ورم پیدا ہوتی ہے۔

زیادہ سونے سے بدخوابی کا مرض پیدا ہوتا ہے اور بدخوابی کے مریضوں کے لئے تو زیادہ سونا سم قاتل سے کم نہیں۔

چمڑے اور کھجور کی چھال کا بستر

حضور اقدس ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (مدارج النبوۃ)

سائنس فطرت کی طرف لوٹ رہی ہے۔ جدید

تحقیقات کے مطابق چمڑے سے بنی ہوئی چیز انسانی جسم کے عین مطابق ہے یہ کسی طور پر بھی نقصان دہ نہیں ہوسکتی۔

امریکن کونسل فار ہیلتھ نے اپنی حالیہ رپورٹ میں چمڑے کا ذکر بھی کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ چمڑے کا بستر بواسیر، کمر کا درد، اعصابی کمزوری اور عضلاتی کھچاؤ کا واحد علاج ہے۔ کھجور کی چھال ریشہ دار ہونے کی وجہ سے فوم کی مانند نرم ہوتی ہے۔ لیکن نقصان فوم جیسا ہرگز نہیں ہوتا اس لئے یہ مفید ہے۔

سائنس اور اس کی تمام مشینری پھر سے اسلامی علوم کو کھنگال رہی ہے کہ اس میں کہاں کہاں شفاء کے راز موجود ہیں۔

عشاء سے قبل سونے کی ممانعت

آقائے دو جہاں ﷺ نے عشاء سے قبل سونے سے منع فرمایا۔

عصر کے بعد زمین کی گردش محوری اور گردش طولانی کے کم ہونے سے ایک خاص قسم کی گیس زمین سے نکلتی ہے جس سے آدمی کے دل و دماغ پر ایک بوجھ اور وزن پڑتا ہے۔ اگر آدمی عصر اور عشاء کے درمیان سوجائے تو اس گیس کا مقابلہ نہیں کرسکتا جس کی وجہ سے طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہوسکتا ہے۔

وضو کرکے سونا

حضور ﷺ سونے سے قبل وضو فرمایا کرتے تھے۔

عشاء کی نماز کے بعد زندگی کے کچھ معمولات ہوتے ہیں اب جبکہ آرام کا وقت آگیا ہے تو ایسی حالت میں آرام اور سکون کے لئے وضو بہت ضروری ہے۔ وضو اعضاء کو تعدیل میں لاتا ہے۔

وضو بے خوابی بے سکونی اور ڈپریشن کا معقول علاج ہے۔

اس سکون کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے سنت ہے کہ وضو کرکے سویا کریں۔

سونے سے قبل لباس تبدیل کرنا

آپ ﷺ سونے سے قبل لباس تبدیل فرمالیا کرتے۔

حفظان صحت کا اصول ہے کہ جس لباس میں آپ تمام دن رہیں، اسی لباس میں ہرگز نہ سوئیں بلکہ کسی ایسے لباس میں سوئیں جو ہلکا اور ڈھیلا ہو کیونکہ تنگ اور سخت لباس میں نیند نہیں آتی۔

سونے کا لباس یا سلیپنگ ڈریس اہل یورپ کی ہی اصطلاح ہے جسے وہ صحت کے اصولوں کے موافق اور فخر سمجھ کر پہنتے ہیں۔ جبکہ اسلام نے صدیوں قبل مسلمانوں کو رات کو ہلکا اور کھلا لباس پہننے کی طرف متوجہ کیا ہے۔

بستر کو جھاڑنا

آپ ﷺ نے سونے سے قبل بستر کو جھاڑنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

ایسی احتیاطی تدبیر جو شاید کسی بھی مذہب میں نہ ملے۔ لیکن حضور اقدس ﷺ نے ہر لحاظ سے محفوظ رہنے کے لئے بستر کو جھاڑنے کا حکم فرمایا ہے تاکہ کسی قسم کے حشرات الارض مثلاً کیڑا، سانپ، بچھو وغیرہ نقصان نہ دے سکیں۔

حاجتی

آپ ﷺ کی چارپائی کے نیچے ایک حاجتی (وہ برتن جس میں پیشاب کیا جاتا ہے) ہوتی تھی جس میں آپ ﷺ رات کو اٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے۔

مفسرین نے اس بات کی وضاحت میں مختلف آراء پیش کی ہیں کہ آپ ﷺ نے ایسا کسی سخت ضرورت یا مرض میں کیا ہو یا سخت سردی میں ایسا کرتے ہوں۔

اٹیچ باتھ کا جو تصور یورپ نے دیا ہے صرف اس لئے کہ سردی کی رات میں جبکہ آدمی گرم بستر میں لیٹا ہوا ہوتا ہے اور اگر یہ باہر جائے تو اسے ٹھنڈی ہوا لگ جائے گی اور اس ٹھنڈی ہوا سے فالج، لقوہ اور جوڑوں کے دردوں کا خطرہ ہوسکتا ہے۔

حاجتی اسی اٹیچ باتھ کا نام ہے اور یہ عمل بھی مسلمانوں کو مسلسل احتیاط سکھاتا ہے تاکہ وہ تندرستی سے اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت کرسکیں۔

مشکیزے کا منہ بند کرکے رکھنا

اگر مشکیزے (موجودہ دور میں گھڑا، پانی کا کین، پانی کی بالٹی وغیرہ) کا منہ کھلا رہ گیا تو اس میں کوئی کیڑا، سانپ، بچھو وغیرہ جاسکتا ہے۔ (زادالمعاد)

اسلام نے اس کی احتیاط یہاں تک بتائی ہے کہ مشکیزے کو منہ لگاکر پانی نہ پیو تاکہ ضرر رساں جانور منہ میں نہ چلا جائے۔ یہی احتیاطیں آج کی ماڈرن زندگی کا حصہ ہیں۔

اٹھنے کے فوراً بعد ہاتھ دھونا

احادیث میں اٹھنے کے فوراً بعد ہاتھ دھونے کی ہدایت ہے۔

سوتے ہوئے ہاتھ نامعلوم کہاں کہاں لگتے رہتے ہیں اور ان پر قسم قسم کے جراثیم لگے رہتے ہیں۔ اب اگر وہی جراثیم آلودہ، ہاتھ پانی وغیرہ میں ڈالیں گے تو پانی بھی آلودہ ہوجائے گا۔ اس خطرناک کیفیت سے بچنے کے لئے اسلام نے اٹھنے کے فوراً بعد ہاتھ دھونے کا حکم فرمایا ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کے بعض مریضوں کے ناخنوں میں کیڑوں کے انڈے پوشیدہ ہوتے ہیں۔ اگر یہی ہاتھ بغیر دھوئے پانی میں ڈالیں تو یہی انڈے پانی میں مل کر دوسرے انسان کے لئے ضرر کا باعث بن سکتے ہیں۔

سخت زمین پر سونا

حضور ﷺ کے معمولات میں زمین پر آرام فرمانا زیادہ ثابت ہے۔ کمر کے درد کے مریضوں کو سخت زمین یا تختے پر سونے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ حتی کہ جدید تحقیق کے مطابق جو آدمی سخت زمین یا تختے پر سوئے گا وہ کبھی بھی ریڑھ کی ہڈی کے درد، حرام مغز کے ورم اور کمر کے درد میں مبتلا نہیں ہوگا۔

چراغ بجھا دینا

حدیث میں سونے سے قبل چراغ بجھا دینے کی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ

چراغ بجھادیا کرو ورنہ بتی چوہیا لے کر چھت پر پہنچ جاتی ہے اور چھت کو آگ لگ جاتی ہے۔

آج کے دور میں بلب بجھانا ضروری ہے۔ اگر بلب بجھا ہوا ہوگا تو نیند سکون سے آئے گی اور آنکھوں پر برے اثرات نہیں پڑیں گے۔

اگر بلب بجھا ہوا ہوگا تو تیز لائٹ سے وہ نہیں پھٹے گا۔ حتی کہ اگر بجلی بجھا کر سوئیں تو شارٹ سرکٹ کی وجہ سے آگ لگنے سے بچ جاتا ہے۔ آج کے دور میں بجلی کی وجہ سے مارکیٹیں جل جاتی ہیں۔ مزید یہ کہ دھواں جو مکمل کاربن گیس سے مرکب ہے اگر کمرے میں بھر جائے تو دم گھٹ کر مرنے کا خطرہ ہے۔

محترم قارئین! اگر ہم اپنی زندگی کو سنتِ مصطفی ﷺ سے مزین کریں تو اس سے جہاں ہمیں دنیاوی فوائد نصیب ہوتے ہیں وہاں آقا ﷺ کی اطاعت و اتباع کی بناء پر اخروی کامیابی و فلاح بھی ہمارا مقدر بنے گی۔

قائد ڈے تقریبات

سانحہ ماڈل ٹاؤن، شہداء انقلاب اور ملک میں دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے واقعات کے پیش نظر امسال شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 64ویں سالگرہ کی مناسبت سے پاکستان سمیت دنیا بھر میں موجود کارکنان، تنظیمات اور وابستگان نے تقریبات کا اہتمام نہایت سادہ مگر پروقار انداز میں کیا۔ ان تقریبات میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی صحت، سلامتی اور درازی عمر کے لئے خصوصی دعائیں کی گئیں۔ مقررین نے فروغ امن اور انسداد دہشت گردی میں شیخ الاسلام کے کردار اور پاکستان میں عوام کے بنیادی آئینی حقوق سے آگہی میں شیخ الاسلام کے کردار کو خراج تحسین پیش کیا۔ پاکستان سمیت دنیا بھر میں اس سلسلے میں امن سیمینار، دعائیہ تقریبات اور کانفرنسز منعقد کی گئیں۔ اندرون و بیرون ملک منعقدہ ان تمام تقریبات کی تفصیلات کیلئے www.minhaj.org ملاحظہ فرمائیں۔ چند تقاریب کا مختصر احوال نذرِ قارئین ہے:

ا۔ مرکزی تقریب

19 فروری 2015ء کو مرکزی سیکرٹریٹ تحریک منہاج القرآن میں مرکزی دعائیہ تقریب محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی زیرصدارت منعقد ہوئی۔ جس میں تلاوت قرآن کی سعادت محترم قاری اللہ بخش نقشبندی اور محترم قاری نور احمد چشتی نے حاصل کی جبکہ نعت رسول مقبول ﷺ کا اعزاز امجد بلالی برادران کو حاصل ہوا۔ محترم خرم شہزاد، محترم احمد حسن، محترم شیخ ساجد فیاض، محترم افضل نوشاہی، محترم ظہیر برادران اور بلالی برادران نے اپنے اپنے انداز میں تحریکی ترانے اور نغمے پیش کئے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض محترم وقاص قادری نے انجام دیئے۔ اس پروقار تقریب میں امیر تحریک محترم صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی، ناظم اعلیٰ تحریک محترم خرم نواز گنڈا پور، صدر PAT محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی، ناظم اعلیٰ تنظیمات محترم شیخ زاہد فیاض، ڈائریکٹر امور خارجہ محترم جی ایم ملک اور جملہ مرکزی قائدین، سٹاف ممبران اور کارکنان کی کثیر تعداد نے خصوصی شرکت کی۔

تقریب میں امیر منہاج القرآن انٹرنیشنل یورپ محترم علامہ حسن میر قادری نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ دین اسلام کی سربلندی، احیائے اسلام اور تجدید دین کی خاطر مانگی گئی دعائے فرید کی عملی تعبیر آج شیخ الاسلام اور تحریک منہاج القرآن کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ منہاج القرآن اور شیخ الاسلام پر عطائے مصطفیٰ ﷺ کا سلسلہ آج بھی الحمدللہ جاری و ساری ہے۔ آج بھی منہاج القرآن اور شیخ الاسلام سے خیراتِ نورِ مصطفیٰ ﷺ ہی بٹ رہی ہے۔ ایک طرف عالمی سطح پر اسلام پر ہونے والے اعتراضات کا موثر جواب دیا جارہا ہے اور دوسری طرف پاکستان کے اندر بھی علمی، فکری، سیاسی، انقلابی جدوجہد جاری و ساری ہے۔ ان تمام کاوشوں کا مقصود صرف اور صرف آقا علیہ السلام کے دین اور امت کی خدمت ہے۔ ان شاء اللہ منہاج القرآن اور شیخ الاسلام کی صورت میں ملنے والی عطائے مصطفیٰ ﷺ سے ملک پاکستان میں بھی برکت و رحمت کا نزول ہوگا، غربت کا خاتمہ، باطل کے بت ٹوٹ گریں گے اور باطل سے جنگ میں کامیابی بھی نور مصطفیٰ ﷺ کے صدقے سے حاصل ہوگی۔ آج شہرت، بلندی، صحتیابی، انصاف، باطل سے ٹکراؤ کی ہمت و جرأت کا داعیہ نور مصطفیٰ ﷺ سے ہی میسر ہوگا اور مصطفیٰ ﷺ کی عطا شیخ الاسلام ہیں لہٰذا ان سے اور مصطفوی مشن سے وابستہ ہونے سے کامیابی و فلاح مقدر بنے گی۔

اس موقع پر صدر PAT محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے خصوصی اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا قائد عطائے مصطفیٰ ہے، ہماری تحریک سپاہِ مصطفیٰ ﷺ ہے اور ہماری چاہت رضاء مصطفیٰ ﷺ ہے۔ ہم یہاں آج شیخ الاسلام کی سالگرہ کے

موقع پر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اجتماعی شکر بجا لانے کے لئے جمع ہیں کہ اُس نے ہمیں ایک ایسے قائد کی سنگت عطا کی کہ جس پر ہم جتنا بھی ناز کریں، کم ہے۔ اس قائد نے ہمیں منزل سے آشنا کیا اور ہم نے اس منزل کے حصول کے لئے ان کے ساتھ عہد و پیماں باندھ لیا۔ ہمارا قائد وہ ہے جس نے ہمیں انقلاب کی فکر دی، خدمت خلق اور دین کا جذبہ دیا۔ جنہوں نے عشق مصطفیٰ ﷺ کا چراغ ہمارے دلوں میں روشن کیا۔

آج مخالفین ہماری جدوجہد پر تنقید کرتے اور ہمارے قائد پر اعتراضات کرتے نظر آتے ہیں۔ شہداء انقلاب کی دیت کی وصولی اور ڈیلنگ تک کے الزامات لگائے، انکی طبیعت خراب ہونے کو غلط طریقے سے پیش کیا مگر اپنی بات کے ثبوت میں وہ ایک بھی دلیل پیش نہ کرسکے اور ان کے تمام الزامات و اعتراضات اپنی موت آپ مرگئے۔ انہیں معلوم نہیں کہ ہمارا قائد عطائے مصطفیٰ ﷺ ہے اور جس کا سب کچھ مصطفیٰ ﷺ ہو وہ کیسے کسی سے سودا بازی کرسکتا ہے۔ ان شاء اللہ بہت جلد اللہ کی مدد ونصرت سے کامیابی حاصل ہوگی اور مصطفوی انقلاب کا خواب شرمندہ تعبیر ہوگا۔

اس موقع پر ہم شہدائے انقلاب کو بھی خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ ان کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی، ان کے قاتل بہت جلد انجام کو پہنچیں گے، ان کو کسی صورت معاف نہیں کیا جائے گا، ان سے آئین و قانون کے مطابق قصاص لیا جائے گا۔

مرکزی تقریب میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خصوصی خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

آج اللہ رب العزت کی بارگاہ میں شکر بجالانے کا دن ہے۔ وہ کارکن اور قومیں خوش بخت ہوتے ہیں جو کسی نعمت پر شکر بجالاتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ شکر شخصیت کے لئے ہے جبکہ شخصیت بھی اللہ کی نعمت ہے۔ انسان اگر اصل سے جڑ جائے تو وہ قائم رہتا ہے۔ تحریکی زندگی میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی شخصیت ہمارے لئے ایک شجر (درخت) کی سی ہے۔ لہذا ہمیں اپنی غرض اور امید اسی شجر سے وابستہ رکھنا ہوگی۔ پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ۔

جس کو اصل سے نسبت ہوجائے تو اس کو فیض بھی ملتا رہتا ہے کیونکہ اصل نے فروع کو سنبھال رکھا ہے۔ فیض لینے والے شجر کی فروعات پتوں، تنا، پھل، پھول سے اس لئے فیض لیتے ہیں کہ وہ تمام بھی اس شجر سے جڑے ہیں جس سے وہ جڑا ہوا ہوتا ہے۔ وفادار وہ ہوتا ہے جو درخت سے پھل ختم ہونے کے باوجود بھی درخت کو نہیں چھوڑتا۔ نتیجتاً اس شجر سے جڑے ہونے کی وجہ وہ کامیاب و کامران ٹھہرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جب کسی کو آزماتا ہے تو اس آزمائش کا مقصد اس کو پختہ کرنا ہوتا ہے۔ وہ الٹ پلٹ کرتا رہتا ہے پھر جب منزل پختہ ہوجاتی ہے تو منزل کا ایک ادراک عطا کردیتا ہے۔ کبھی عطا کرتا ہے اور کبھی قربانی مانگتا ہے۔ عطا کرکے بھی اور لے کر بھی آزماتا ہے، فیض لے کر اور دے کر بھی آزماتا ہے۔ فیض اس شے کو کہتے ہیں جب آئے تو پتا نہیں چلتا اور جب چلا جائے تو سب کو پتا چل جاتا ہے۔ جب تک تم اس کے تھے وہ تمہارا تھا جس دن تم نے ملکیت بدل لی، سب کچھ ختم ہوگیا۔

17 جون کے شہداء کی عظمت کو سلام پیش کرتے ہیں۔ انقلاب پھولوں کی سیج نہیں ہے، قربانیاں دینے کے بعد ہی منزل نصیب ہوئی ہے۔ اس نظام کو بدلنے کے لئے حقیقی معنوں میں کارکن بننے کی ضرورت ہے۔ قائد کی فکر کو خالص سمجھتے ہیں تو اپنی محنت کو بڑھانا ہے، منزل تک بڑھتے جانا ہے، درخت کے پھل پر نہیں بلکہ ہمیشہ درخت پر نگاہ ہو۔ تمام کارکنان اپنی منزل کی طرف سفر کو ہمت، بلند حوصلہ اور جرات کے ساتھ جاری رکھیں۔ ہماری جدوجہد رنگ لائے گی ان شاء اللہ بہت جلد منزل تک پہنچیں گے۔ اللہ رب العزت ہمارے قائد کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

آخر میں قائد انقلاب کی سالگرہ کا کیک کاٹا گیا۔ امیر تحریک محترم صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی نے شہدائے انقلاب کے درجات کی بلندی اور قائد انقلاب کی صحتیابی کے لئے خصوصی دعا کروائی۔

۲۔ مرکزی تعلیمی ادارہ جات کے زیر اہتمام خصوصی تقاریب

☆ منہاج یونیورسٹی ٹاؤن شپ لاہور میں تمام تعلیمی اداروں کا مرکزی پروگرام ہوا جس کی صدارت محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کی۔ اس تقریب میں منہاج القرآن کے تحت چلنے والے تمام تعلیمی اداروں کے اساتذہ اور طلبہ و طالبات نے شرکت کی۔ طلبہ نے اپنی تقاریر کے ذریعے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی علمی، فکری، نظریاتی اور سیاسی خدمات کو اپنے اپنے انداز میں بیان کیا اور تحریکی ترانے بھی پیش کئے۔ مہمان خصوصی محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے قائد انقلاب کی سالگرہ پر مبارکباد دیتے ہوئے تمام طلبہ و طالبات کے جذبات کو سراہا۔ آخر پر شیخ الاسلام کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی گئی اور کیک کاٹا گیا۔

☆ کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز کے طلبہ نے اپنے محبوب قائد کی سالگرہ کے موقع پر تقریبات کا اہتمام کیا۔ 19 فروری کو کالج آف شریعہ کے طلبہ نے نماز تہجد ادا کرنے کے بعد اپنے محبوب قائد کے لئے دعائیہ تقریب کا اہتمام کیا۔ دعائیہ تقریب میں محترم ڈاکٹر ممتاز الحسن باروی، محترم صابر حسین نقشبندی اور دیگر اساتذہ کرام نے خصوصی شرکت کی۔ بعد ازاں صدر بزم منہاج محمد حسن عباس نے کالج آف شریعہ کی بزم منہاج کے زیر اہتمام خوبصورت اجتماعی تقریب کا انعقاد کیا۔ جس میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری خصوصی طور پر تشریف لائے۔ اس تقریب میں طلبہ نے اردو، انگلش اور عربی زبان میں تقاریر کے ذریعے شیخ الاسلام کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

اس تقریب میں محترم پروفیسر محمد نواز ظفر چشتی نے شیخ الاسلام کی زندگی کے مختلف خوبصورت پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور نصیحتی کلمات فرمائے۔ پروگرام کا اختتام محترم مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی صاحب کی دعائیہ کلمات کے ساتھ ہوا۔

☆ تحریک منہاج القرآن کے زیرانتظام دیگر مرکزی تعلیمی ادراہ جات منہاج گرلز کالج لاہور، منہاج ماڈل سکول لاہور اور تحفیظ القرآن لاہور کے طلبہ اور اساتذہ نے بھی اپنے قائد سے تجدید وفا کرتے ہوئے اپنے اپنے ادارہ جات میں قائد ڈے تقاریب کا پروقار اہتمام کیا۔

۳۔ ملک بھر کی تنظیمات کے زیر اہتمام تقاریب کا اہتمام

ملک بھر میں موجود تحریک منہاج القرآن ، پاکستان عوامی تحریک اور تحریک کے جملہ فورمز نے ضلعی، صوبائی اور تحصیلی سطح پر قائد ڈے کی پروقار تقریبات کا اہتمام کیا گیا۔ ذیل میں چند تقاریب کا احوال درج کیا جارہا ہے:

☆ **راولپنڈی:** پاکستان عوامی تحریک پی پی 11 راولپنڈی کے زیراہتمام سفیر امن سیمینار خیابان سرسید نور بینکویٹ ہال میں محترم علامہ میر محمد زمان قادری کی زیر سرپرستی منعقد ہوا۔ پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی صدر محترم ڈاکٹر رحیق عباسی مہمان خصوصی تھے۔ دیگر مہمانوں میں مرکزی رہنما عوامی تحریک محترم احمد نواز انجم، ڈپٹی سیکرٹری جنرل محترم سردار منصور خان، ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات محترم عمر ریاض عباسی شامل تھے۔ علاوہ ازیں دیگر سیاسی، سماجی و مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں نے شرکت کی۔ سیمینار میں مقررین نے شیخ الاسلام کی بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ، ملکی و بین الاقوامی سطح پر قیام امن اور دہشت گردی کے خلاف کی جانے والی جدوجہد پر خراج تحسین پیش کیا۔

محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے اپنے خطاب میں کہا کہ دہشت گردی کے خلاف سب سے مؤثر آواز شیخ الاسلام ڈاکٹر

طاہرالقادری نے اٹھائی اور دہشت گردی کے خلاف 600 صفحات پر مشتمل فتوی دے کر پوری دنیا میں ثابت کر دیا کہ دہشت گردی کا اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے، نہ تھا اور نہ ہوسکتا ہے۔ شیخ الاسلام کی علمی، فکری، اسلامی خدمات کا دائرہ کار انتہائی وسیع ہے۔ قوم کو علمی، فکری شعور دینے کے ساتھ ساتھ آئین اور حقوق کا شعور دینے میں بھی آپ کے کردار کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کی جدوجہد خالصتاً غریب عوام کے حقوق کے لئے ہے۔

☆ **فیصل آباد:** پاکستان عوامی تحریک ضلع فیصل آباد کے زیر اہتمام عظیم الشان تاریخی عوامی فیملی میلہ فیصل آباد کے مقامی کلب میں انعقاد پذیر ہوا، جس میں ہزاروں کی تعداد میں مردوخواتین، بچے، عام شہری شریک ہوئے۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور سیکرٹری جنرل پاکستان عوامی تحریک محترم خرم نواز گنڈا پور نے خصوصی شرکت کی۔ پاکستان عوامی تحریک پنجاب کے صدر محترم چوہدری بشارت عزیز جسپال نے اس تقریب کے انعقاد میں اہم کردار ادا کیا۔

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے شرکا سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کا کرپٹ، فرسودہ سیاسی نظام زمین بوس ہونے کو ہے، پاکستانی قوم گرتی ہوئی دیوار کو ایک دھکا اور دینے کے لئے قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا ساتھ دے۔ قائد انقلاب جلد پاکستان آرہے ہیں اور انقلابی جدوجہد جہاں سے ختم کی تھی وہیں سے شروع کریں گے۔ انقلابی جدوجہد اس وقت تک جاری رہے گی جب تک غریب کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں آجاتی اور یہ غریب کش نظام سمندر برد نہیں ہو جاتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستانی قوم خاموش تماشائی بننے کی بجائے اپنے گھروں سے نکلے اور اپنے حقوق کی بازیابی کے لئے اس ظالم نظام سے ٹکرا لے۔

تقریب سے سیکرٹری جنرل پاکستان عوامی تحریک محترم خرم نواز گنڈاپور، جنرل سیکرٹری عوامی تحریک پنجاب محترم فیاض احمد وڑائچ، ضلعی صدر محترم رانا طاہر سلیم خاں، محترم سید ہدایت رسول قادری، جبکہ دیگر مرکزی اور مقامی قائدین نے بھی خطاب کیا۔ اس موقع پر ان احباب کا کہنا تھا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن حکمرانوں کے گلے کا پھندا بنے گا، ہم کسی طرح بھی سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کو بھلا نہیں سکتے۔ وہ انقلاب کے پہلے شہید ہیں، ان کا خون ہم پر قرض ہے اور حکمرانوں سے ان کا قصاص لے کر رہیں گے۔

اس میلے میں ایک ہزار سے زائد فیملیوں نے شیخ الاسلام کی سالگرہ کے کیک کاٹے۔ میلے میں مختلف اشیاء خوردونوش اور جھولے، جھومر، کتابوں اور سی ڈیز کے سٹال بھی لگائے گئے۔ فیصل آباد کے شہریوں نے پاکستان عوامی تحریک کے عوامی فیملی میلے کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

☆ تحریک منہاج القرآن و پاکستان عوامی تحریک صوبائی حلقہ 66، 67 فیصل آباد کے زیراہتمام ''پاکستان میں عوام کے بنیادی حقوق اور ڈاکٹر طاہرالقادری'' سیمینار منعقد ہوا، جس میں عوام الناس کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ تقریب کی صدارت صوبائی صدر محترم سہیل مقصود اور محترم حاجی محمد نصیر نے کی۔ اس موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے برادر محترم انجینئر محمد طارق فرید، تحریک منہاج القرآن کے مرکزی ناظم تنظیمات محترم انجینئر محمد رفیق نجم، پاکستان عوامی تحریک کے جنرل سیکرٹری محترم میاں عبدالقادر، ناظم محترم میاں کاشف محمود، ضلعی سیکرٹری اطلاعات محترم غلام محمد قادری اور صوبائی حلقہ سے تمام فورمز کے یونین کونسلز تک کے عہدیداران و کارکنان نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

سیمینار سے مرکزی قائدین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دھاندلی کر کے اقتدار میں آنے والی خوفزدہ اور دہرے معیار والی حکمران قیادت دہشت گردی کا خاتمہ نہیں کرسکتی اور یہ حکمران جب تک مسلط رہیں گے ملک اور عوام پستے رہیں گے۔ آنے والے دنوں میں پاکستان عوامی تحریک اور اس کے کارکنوں کا اہم قومی سیاسی کردار ہوگا۔ کارکن ظالم نظام اور کرپٹ حکمرانوں کے خلاف فیصلہ کن جدوجہد کی تیاری کریں، ظلم کے نظام کو ایوانوں کے اندر بیٹھ کر بدلیں گے۔ غریب پاکستانیوں کو بااختیار، پراعتماد

اور آسودہ حال بنانے کیلئے آخری سانس تک لڑیں گے۔ شیخ الاسلام نے قوم کو آئین کا شعور دیا اور بتایا کہ آئین پاکستان عوام کے حقوق کی ضمانت دیتا ہے لیکن حکمران مسلسل آئین پاکستان کی خلاف ورزی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ پاکستان عوامی تحریک عوام کو دعوت فکر دے رہی ہے کہ اٹھو اور ڈاکٹر طاہرالقادری کے انقلاب کا حصہ بن کر ملک میں حقیقی تبدیلی میں اپنا کردار ادا کرو۔ تقریب کے اختتام پر سالگرہ کا کیک کاٹا گیا اور شیخ الاسلام کی صحت یابی اور درازئ عمر کے لیے خصوصی دعا کی گئی۔

☆ لاہور: پاکستان عوامی تحریک واہگہ ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام امن سیمینار منعقد ہوا۔ سیمینار کی صدارت معروف روحانی شخصیت محترم پیر غلام حیدر ضیائی نے کی جبکہ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین، چیئرمین سنی اتحاد کونسل محترم صاحبزادہ حامد رضا، محترم خرم نواز گنڈا پور، مجلس وحدت المسلمین کے رہنما محترم ناصر عباس شیرازی، رہنما پی ٹی آئی محترم ولید اقبال، مرکزی صدر جے یو پی نیازی محترم پیر معصوم نقوی، مسیحی رہنما محترم فادر جیمز چنن و دیگر نے خصوصی شرکت کی۔

سیمینار سے چیئرمین سپریم کونسل تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر حسن محی الدین القادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پوری قوم افواج پاکستان کو سلام پیش کرتی ہے جو غیرت ملی کا اظہار کرتے ہوئے دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کررہے ہیں۔ بدامنی، ظلم، بربریت، لاقانونیت اور دہشت گردی کے خلاف عوام کو اٹھنا ہوگا اور ڈاکٹر طاہرالقادری کا دست بازو بن کر ملکی مفادات کی دھجیاں اڑانے والے حکمرانوں کو اقتدار کے ایوانوں سے باہر پھینکنا ہوگا۔ منفی پراپیگنڈا کرنے والے سن لیں کہ 2 ارب تو کیا 200 کھرب کو بھی جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں۔ ہم اپنے شہداء اور زخمیوں کی کفالت خود کریں گے، شہداء ماڈل ٹاؤن کے خون کا سودا نہیں کرینگے بلکہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے قتل عام میں ملوث عناصر سے قصاص لیں گے۔ پاکستان عوامی تحریک کے انقلابی کارکنوں کے جذبے میں رتی برابر بھی کمی نہیں آئی بلکہ ان کے جذبے میں کئی گناہ اضافہ ہوا ہے۔ دہشت گردوں نے سانحہ ماڈل ٹاؤن پر جسطرح ظلم و بربریت کی انتہا کی، عوامی تحریک کے نہتے اور پرامن کارکنوں نے اس سے کئی گنا بڑھ کر جرأت بہادی کی سنہری تاریخ رقم کی ہے۔

پاکستان عوامی تحریک کے سیکرٹری جنرل خرم نواز گنڈا پور نے کہا ہے کہ طاہرالقادری کا وژن پاکستان اور امت مسلمہ کو وقار و عزت دے گا۔ ڈاکٹر طاہرالقادری انقلابی لیڈر ہیں جو حالات کی نبض پر ہاتھ رکھ کر آنے والی نسلوں کے مفادات اور ملک کے استحکام کیلئے فیصلے کرتے ہیں۔

محترم صاحبزادہ حامد رضا، محترم ناصر شیرازی اور PTi کے رہنما محترم ولید اقبال نے کہا کہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کا خون پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ وقت کے ہٹلر اور مسولینی کو خون کے ایک ایک قطرے کا قصاص دینا ہوگا۔ معصوم لوگوں کی لاشیں گرا کر یہ اقتدار نہیں بچا سکتے۔ ملک میں بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری موجود ہے مگر نااہل حکمرانوں کی نااہلیوں کی وجہ سے ایک خاص منصوبہ کے تحت قومی ایکشن پلان کو ناکام بنایا جارہا ہے۔ ڈاکٹر طاہرالقادری انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خلاف معتبر ترین حوالہ ہیں اور دنیا انکی خدمات کی معترف ہے۔ الیکشن 2013ء سے قبل ڈاکٹر طاہرالقادری کا موقف حرف بہ حرف درست ثابت ہوا اور سیاسی قائدین نے بعد از الیکشن انکے موقف کی تائید کی کہ فرسودہ نظام کو بدلے بغیر عوام کی پارلیمنٹ تشکیل نہیں پا سکتی۔ ڈاکٹر طاہرالقادری امن کے سفیر ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ دہشت گردی کے خلاف سب سے پہلے آواز اٹھائی۔

مسیحی رہنماء ڈاکٹر جیمز چنن نے کہا کہ مختلف تہذیبوں اور مذاہب کے درمیان مشترکہ اقدار پر اکٹھا ہونا ہی دنیا کو امن دے سکتا ہے۔ ڈاکٹر طاہرالقادری عالم اسلام کے سکالر اور پاکستان کے رہنماء ہیں جو تمام مذاہب کو احترام دیتے ہیں اور دنیا کو امن و سلامتی دین کی فکری، علمی اور عملی رہنمائی دے رہے ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف انکا تاریخی فتویٰ اقوام عالم کے لئے بڑا اثاثہ ہے۔ وہ حقیقی معنوں میں امن کے سفیر ہیں۔

سیمینار سے محترم پیر معصوم حسین نقوی، محترم ارشاد طاہر، محترم حافظ غلام فرید و دیگر نے بھی خطاب کیا۔

☆ یوتھ لیگ کے زیر اہتمام قائد انقلاب کی سالگرہ کے موقع پر امن یوتھ کنونشن منعقد ہوا۔ فیڈرل کونسل کے مرکزی صدر محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے امن یوتھ ورکرز کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہید انقلابیوں کے سپہ سالار ہیں۔ قائد انقلاب ڈاکٹر طاہرالقادری نے انقلاب کی منزل تک پہنچنے کیلئے حکمت عملی تبدیل کی۔ عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے کارکنان نے جان و مال کی قربانیاں دے کر خود کو عظیم اور ماڈل کارکن ثابت کیا ہے۔ انقلاب کی جدوجہد پاکستان کے مجبور، مزدور، خواتین، اقلیتوں کو بااختیار بنانے اور کسانوں، ڈاکٹرز، انجینئرز کو ان کی صلاحیتوں کے مطابق قومی ترقی و خوشحالی میں آزادانہ کردار ادا کرنے کے قابل بنانے کیلئے ہے۔ گزشتہ 7 سال میں ہزاروں پڑھے لکھے قابل پاکستانی ملکی خراب سیاسی حالات اور حکمرانوں کی لوٹ کھسوٹ کی وجہ سے ملک چھوڑ کر چلے گئے۔ جب تک باوسائل طبقہ کے مفاد کا تحفظ کرنے والا موجودہ استحصالی نظام برقرار رہے گا۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کے بہنے والے خون کے قطرے قطرے کا حساب لیا جائیگا۔ حکمرانوں کی یہ بھول ہے کہ وہ حیلوں، ہتھکنڈوں سے ہمیں انصاف کے راستے سے ہٹادیں گے۔ آج تک حکمرانوں کا کوئی ہتھکنڈا ہمیں ڈرا سکا اور نہ جھکا سکا۔

کنونشن سے مرکزی صدر یوتھ ونگ شعیب طاہر، وقار احمد اور ملک عرفان نے بھی خطاب کیا۔

☆ درج بالا پروگرامز کے علاوہ پاکستان کے تمام صوبوں، تحصیلات اور اضلاع میں تحریک کے رفقاء، کارکنان، وابستگان نے پروقار تقریبات کا اہتمام کیا۔ ان تمام کی تفصیلات جاننے کیلئے www.minhaj.org ملاحظہ فرمائیں۔

۴۔ بیرون ملک تنظیمات کے زیر اہتمام قائد ڈے تقریبات

اندرون ملک کی طرح بیرون ملک 90 ممالک میں شیخ الاسلام کی 64 ویں سالگرہ کی مناسبت سے پروقار تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ ان تقریبات میں سے چند کا مختصر احوال ذیل میں درج کیا جارہا ہے:

☆ **برطانیہ:** ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے 64 ویں یوم پیدائش کے موقع جہاں دنیا بھر میں تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کے تحت مختلف تقریبات کا انعقاد کیا گیا وہاں پاکستان عوامی تحریک برطانیہ ویمن ونگ نے اپنے قائد کی سالگرہ کی خوشی کو ایک نئے انداز میں منانے کا عہد کیا۔ جس کے تحت برطانیہ بھر کے 6 بڑے شہروں میں پاکستان عوامی تحریک برطانیہ خواتین ونگ نے شیخ الاسلام کی خدمات پر مبنی پمفلٹ اور تحائف راہگیروں میں تقسیم کیے، جو کہ ان کے لیے بہت زیادہ دلچسپی اور معلومات کے حصول کا باعث بنے۔ ہیلی فیکس، برمنگھم، بریڈفورڈ، لندن، نیلسن اور والسال میں اس دلچسپ مہم کے دوران چھوٹی عمر کے بچوں میں ٹافیاں اور چاکلیٹ بھی تقسیم کی گئیں۔ پاکستان عوامی تحریک یو کے کی مرکزی رہنما محترمہ مسز جبین نوید نے کہا کہ سالگرہ کو اس انداز میں منانے کا مقصد بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ اور دہشت گردی کے خاتمہ کیلئے ڈاکٹر طاہرالقادری کی علمی، فکری اور تحقیقی کاوشوں سے عوام الناس کو روشناس کروانا اور ان پر خراج تحسین پیش کرنا ہے۔

☆ **جرمنی:** منہاج القرآن انٹرنیشنل جرمنی کے زیر اہتمام آفنباخ میں ایک پروقار تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں منہاج القرآن کے رفقا اور عہدیداران کے علاوہ مختلف سیاسی، سماجی اور مذہبی تنظیمات کے عہدیداران نے بھی شرکت کی۔ ریٹائرڈ پروفیسر کریچن ویلیام ٹیرول اس تقریب کے مہمان خصوصی تھے۔

اس موقع پر محترم حافظ عبدالرحمن نے کہا کہ گو میرا تعلق کسی دوسری پارٹی ہے سے مگر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے جس طرح

سے اسلام کی خدمت کی ہے اگر اس کو سراہا نہ جائے تو یہ سراسر زیادتی ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ منہاج القرآن کو ڈاکٹر طاہرالقادری نے پوری دُنیا میں پھیلا دیا ہے اور اسلام کا حقیقی چہرہ دُنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔

محترم علامہ شوکت اعوان نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی علمی و فلاحی خدمات کے بارے میں گفتگو کی۔

ریٹائرڈ پروفیسر کرسچن محترم ویلیام ٹیرول نے ڈاکٹر طاہرالقادری اور منہاج القرآن کے حوالے سے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پچھلے سال میرے دورہ پاکستان کے دوران جب میں منہاج القرآن کے مرکز لاہور گیا تو میری ملاقات ڈاکٹر صاحب کے بڑے بیٹے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری سے ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر طاہرالقادری صرف مسلمانوں کے حقوق کی بات ہی نہیں کرتے بلکہ وہ تمام اقلیتوں کے حقوق اور آزادی کی بات کرتے ہیں جس سے مجھے انتہائی خوشی ملی، کیونکہ آپ کو اپنے مذہب کا پیغام اپنے لوگوں تک ہی محدود نہیں رکھنا چاہیے بلکہ دوسرے مذاہب کے ساتھ ملکر ہم آہنگی پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ آپ اپنے مذہب کا پیغام دُنیا میں دوسرے مذاہب تک بھی پہنچا سکیں۔

☆ **آسٹریا:** منہاج القرآن سنٹر آسٹریا میں خواجہ محمد نسیم کی زیر سرپرستی ایک خصوصی دعائیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کے عہدیداران کے علاوہ پاکستانی کمیونٹی کے معززین نے بھرپور شرکت کی۔ تقریب کے مہمانان میں تحریک انصاف ویانا سے بابر فہیم خان، معروف صحافی چوہدری اعجاز، مسجد البلال سے سید باوا علی غضنفر، معروف کاروباری شخصیت الطاف جمال، پاکستان کرکٹ کلب کے کپتان عامر نعیم، معروف نعت خوان شہریار خان، پاکستان سکالرز ویانا سے ڈاکٹر وحید، ڈاکٹر حافظ نعمان، ڈاکٹر نورالدین اور دیگر معززین نے شرکت کی۔

اس موقع پر خواجہ محمد نسیم نے شرکاء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قومی و بین الاقوامی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ محمد نعیم رضا قادری نے خصوصی دعا کی۔

☆ **امریکہ:** منہاج القرآن سینٹر نیوجرسی میں ایک پروقار تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں سینٹر کے طلبہ و طالبات کے علاوہ ان کے والدین نے بھی شرکت کی۔ ڈائریکٹر منہاج القرآن سینٹر نیوجرسی علامہ محمد شریف کمالوی نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی خدمات کے بارے میں گفتگو کی۔

☆ **مانچسٹر:** منہاج القرآن انٹرنیشنل مانچسٹر کے زیراہتمام دعائیہ تقریب کا انعقاد کیا گیا، جس میں تحریک منہاج القرآن، منہاج یوتھ لیگ اور منہاج القرآن ویمن لیگ کے عہدیداران کے علاوہ کارکنان اور وابستگان کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ محترم عتیق الرحمن لارڈ میئر آف اولڈم، محترم نصراللہ مغل راہنما پیپلز پارٹی مانچسٹر نے تقریب میں خصوصی طور پر شرکت کی۔

تقریب سے محترم علامہ غلام مصطفیٰ، محترم علامہ نثار بیگ، محترم علامہ ہارون عباسی امیر منہاج القرآن مانچسٹر، محترم زیغم عباس صدر یوتھ لیگ، محترم حاجی طارق نسیم صدر منہاج القرآن مانچسٹر اور محترمہ آصفہ نے خطاب کیا۔ مقررین کا کہنا تھا کہ شیخ الاسلام نے ایک عہد کو متاثر کیا ہے، آپ بلاشبہ عہد ساز شخصیت ہیں۔ ہمیں ڈاکٹر طاہرالقادری کی قیادت اور جدوجہد پر پرفخر ہے۔ تقریب کا اختتام شیخ الاسلام کی صحت یابی اور درازیٔ عمر کے لیے دعاؤں کے ساتھ ہوا۔

☆ **جنوبی افریقہ:** منہاج القرآن انٹرنیشنل جنوبی افریقہ کے زیراہتمام امتاتا میں تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں تحریکی رفقاء کے علاوہ عوام نے بھی بھرپور شرکت کی۔ پروگرام کی مہمان خصوصی آنجہانی راہنماء ڈاکٹر نیلسن مینڈیلا کی بہو اور ممبر پارلیمنٹ محترم منڈلا مینڈیلا تھے۔

پروگرام میں محترم علامہ محمد صادق قریشی نے خصوصی خطاب کیا۔ محترم ڈاکٹر منڈلا مینڈیلا نے پروگرام میں گفتگو کرتے ہوئے منتظمین کا شکریہ ادا کیا اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی امن کی کاوشوں کو سراہا۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن: پاکستان عوامی تحریک ملتان کا احتجاجی مظاہرہ

سانحہ ماڈل ٹاؤن کو 8 ماہ سے زائد عرصہ گزر چکا۔ دھرنے کی صورت میں ملکی تاریخ کے سب سے بڑے احتجاج اور مزید قربانیوں کے باوجود ریاستی دہشت گردی کا شکار ہونے والے 14 شہداء کے لواحقین انصاف کے انتظار میں ہیں۔ دھرنے کے دوران آرمی چیف کی مداخلت پر حکمران بادل نخواستہ ذمہ داران پر ایف آئی آر کاٹنے پر مجبور تو ہوگئے مگر ابھی تک کسی بھی ملزم کو پکڑا نہیں جاسکا۔ 14 شہداء کے لواحقین اور پولیس کی گولیوں کا نشانہ بننے والے 100 سے زائد زخمی عدل وانصاف کے علمبرداروں سے یہ سوال پوچھ رہے ہیں کہ اگر یہی دہشت گردی عامۃ الناس میں کسی نے کی ہوتی تو وہ اب تک کیفر کردار کو پہنچ چکے ہوتے، کیا ملک پاکستان کا آئین و قانون حکمرانوں اور رعایا کے ساتھ الگ الگ سلوک کرنے کی تعلیم دیتا ہے؟ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ذمہ داران کو کیفر کردار تک پہنچانے اور انصاف کے لئے احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے۔ 22 فروری کو ملتان شہر میں گھنٹہ گھر سے نواں شہر چوک تک ہزاروں خواتین وحضرات، کارکنان اور سول سوسائٹی نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ذمہ داران کے خلاف کاروائی، انصاف کے حصول اور شہداء کے لواحقین کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے بھرپور مظاہرہ کیا۔

احتجاجی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے تحریک منہاج القرآن کی سپریم کونسل کے سربراہ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کہا کہ ملتان کی عوام نے آج سانحہ ماڈل ٹاؤن کے خلاف سڑکوں پر نکل کر ثابت کر دیا ہے کہ وہ کسی ریاستی دہشت گردی کو قبول نہیں کریں گے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب استعفیٰ دیں، 17 جون شہداء ماڈل ٹاؤن کے لواحقین کی رضا مندی سے جے آئی ٹی تشکیل دی جائے، جوڈیشنل کمیشن کی رپورٹ کو شائع کیا جائے، ڈاکٹر توقیر شاہ کو گرفتار کیا جائے۔

پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی سیکرٹری جنرل محترم خرم نواز گنڈا پور نے کہا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کا کیس فوجی عدالت میں لے جایا جائے۔ آرمی چیف کی مداخلت پر ایف آئی آر درج ہوئی اور انہوں نے انصاف دلانے کا وعدہ بھی کیا تھا اب ہم ان کے وعدہ پر عمل درآمد کے منتظر ہیں۔ نواز شریف اور شہباز شریف قومی ایکشن پلان کے پیچھے اپنے جرائم بھی چھپانا چاہتے ہیں لیکن ہم اپنے شہداء کے خون کا حساب لئے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ سفاک حکمرانوں اور دہشت گردوں نے 17 جون کو معصوم شہریوں کو شہید کر کے بربریت کی انتہا کی۔ کچھ دہشت گرد پہاڑوں جبکہ غاروں میں اور کچھ ایوانوں میں پناہ لیے بیٹھے ہیں۔

پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی ایڈیشنل سیکرٹری جنرل محترم خواجہ عامر فرید کوریجہ نے کہا کہ سربراہ عوامی تحریک ڈاکٹر طاہرالقادری نے 10 نکاتی ایجنڈے کے ذریعے حکمرانوں کے ظلم کے خاتمہ اور عوام کو با اختیار بنانے کا نعرہ لگایا تو ظلم کے نظام کے محافظوں نے ماڈل ٹاؤن میں خون کی ندیاں بہا دیں۔

پاکستان عوامی تحریک ویمن ونگ کی مرکزی صدر محترمہ راضیہ نوید نے کہا کہ انقلاب کے سفر میں عورتیں بھی اپنے بھائیوں کے شانہ بشانہ ہیں۔ ہم سانحہ ماڈل ٹاؤن میں شہید ہونیوالی اپنی بہنوں تنزیلہ اور شازیہ کے خون سے بے وفائی نہیں کرسکتے اور شہداء کو انصاف ملنے تک سکون سے نہیں بیٹھیں گے۔ مظاہرین سے سنی اتحاد کونسل کے رہنما محترم اشفاق قادری، مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کے مرکزی نائب صدر محترم رانا تجمل انقلابی، سرائیکی رہنما محترمہ عابدہ بخاری، محترم راؤ عارف رضوی، محترم یاسر ارشاد، محترم ڈاکٹر زبیر اے خان و دیگر نے بھی خطاب کیا۔

احتجاجی ریلی میں پاکستان تحریک انصاف کے ایم پی اے محترم حاجی جاوید انصاری، ضلعی صدر محترم اعجاز جنجوعہ، جماعت اہلسنت کے رہنما محترم رمضان شاہ فیضی، محترم مطیع الرسول سعیدی، محترم سعید احمد فاروقی اور دیگر جماعتوں کے قائدین اور کارکنان سے شرکت کی۔ کارکنان کی ایک بڑی تعداد نے بینرز اور کتبے اٹھا کر سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کے لواحقین کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا۔ احتجاجی مظاہرہ میں خواتین کارکنان اور بچوں کی ایک بڑی تعداد بھی شریک تھی۔ شرکاء ''ن لیگ خون لیگ''، ''خون رنگ لائے گا انقلاب آئے گا''، ''جعلی جے آئی ٹی نامنظور''، ''ظالموں جواب دو خون کا حساب دو'' کے فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے۔ احتجاجی مظاہرہ سے آڈیو لنک کے ذریعے خطاب کرتے ہوئے قائد انقلاب نے فرمایا:

سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ذمہ داروں کے تختہ دار پر لٹکنے تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ حکمرانوں کا کوئی ہتھکنڈہ ہمیں انصاف کی راہ سے نہیں ہٹا سکتا۔ حکمرانوں کے دہشت گردوں سے رابطے ہیں، فوجی عدالتوں کو ناکام بنانے کیلئے سازشیں شروع ہو چکی ہیں۔ اس جنگ میں فوج کے بعد صرف عوامی تحریک پوری جرأت کے ساتھ آواز اٹھا رہی ہے۔ اس پارلیمنٹ کو تو دہشت گردی کے خلاف جنگ کو اپنی جنگ قرار دینے کی بھی توفیق نہیں ہوسکی۔ قاتلوں کی بنائی جے آئی ٹی نہ پہلے قبول تھی نہ آئندہ قبول کریں گے۔ 14 بے گناہوں کے خون سے بے وفائی کا تصور بھی نہیں کر سکتے، سانحہ ماڈل ٹاؤن دہشتگردی کا کیس بھی فوجی عدالتوں میں چلایا جائے۔ ظلم کے خاتمے اور انصاف کیلئے قوم کو باہر نکلنا پڑے گا۔ بجلی، گیس، پٹرول بند ہے۔ مہنگائی، بدامنی کا شکار عوام کب تک گھروں میں بیٹھ کر تبدیلی کا انتظار کرتے رہیں گے۔ تنہا ڈاکٹر طاہرالقادری اور عمران خان گھر بیٹھے عوام کو انقلاب کا تحفہ نہیں دے سکتے، قوم کو باہر نکلنا پڑے گا۔ حکمران دہشت گردی کی جنگ کے نام پر قوم کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن کے خلاف ملتان میں احتجاجی ریلی

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
LAHORE
Regd CPL No.41

Aghosh Grammar School

Playgroup to Matric

ADMISSION OPEN

- State of the Art Building
- Activity Based Learning
- Purpose-Built Institution
- Boarding House Facility
- Highly Qualified and Trained Staff

Visit us at:
Aghosh Complex
Shah-e-Jelani Road,
Township, Lahore.

Free Computer &
English Spoken Course
for Student and one Family Member

042-35116787, 35116790-1 www.aghosh.net